Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ وَعَلٰی عَبدِہِ المَسِیحِ المَوعُود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 59

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 33

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

8 رمضان 1431 ہجری۔ 19 ظہور 1389 19/اگست 2010ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین

اللّٰھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

ماہ رمضان المبارک اور انفاق فی سبیل اللہ

ارشاد باری تعالیٰ

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

ترجمہ: اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ کہے اے میرے ربّ! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدّت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔ (سورۃ المنافقون:۱۱)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور رمضان میں خاص طور پر زیادہ سخاوت فرمایا کرتے تھے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آپؐ سے ملاقات فرماتے اور حضرت جبرائیل رمضان کی ہر رات میں آپؐ سے ملاقات کرتے اور قرآن پاک کا دور فرماتے اور حضرت جبرائیل کی ملاقات پر آپؐ کی سخاوت تیز ہوا جو بارش لانے والی ہوتی ہے سے بھی زیادہ ہوتی۔" (مسلم)

☆......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سایہ میں رہے گا" (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۴۸)

فرمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

"قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم ﷺ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہوسکتا ہے ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۵۸ الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء)

"میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپکو اور آپ کی ذرّیت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۱۶)

قومیں اور قبیلے بڑائی کی سند نہیں بلکہ پہچان کا ذریعہ ہیں۔ اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہے

تقویٰ کے اعلیٰ معیار وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائے، اب انہیں کو اپنانے میں انسانیت کی بقا ہے

ایک احمدی عورت پر فرض ہے کہ تقویٰ سے زندگی گزارے کیونکہ آئندہ نسل کی تربیت کی ذمہ داری بھی اس پر ہے

خلاصہ خطاب سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۰ جولائی ۲۰۱۰ء بر موقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ یوکے، برائے مستورات بمقام حدیقۃ المہدی لندن۔

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا میں جب تقویٰ مفقود ہو جاتا ہے، برائیاں پھیل جاتی ہیں، نفسانفسی کا عالم ہوتا ہے، اس وقت خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے اپنے فرستادوں اور انبیاء کو بھیجتا ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہدایت پاکر بندوں کو اپنے مقصد پیدائش کی پہچان کرائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت تک یہی ہم دیکھتے ہیں۔ الٰہی کتابیں اور تاریخ آدم ہمیں انہی حالات کی خبر دیتے ہوئے خدا تعالیٰ کے انبیاء کی بعثت کا پتہ دیتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی قوموں کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے کیلئے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر روحانی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ سعید فطرتوں نے انہیں مانا تقویٰ پر قدم مارا اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں میں شامل ہوکر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بنے۔ لیکن ایک تعداد ان انبیاء کی منکر بن کر قومی تنزل اور تباہی کا مورد بھی بنی۔

فرمایا: انبیاء کی بعثت کا یہ سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تک تو قومی اور علاقائی سطح تک رہا لیکن جب انسان کامل اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وقت آیا تو قومی وعلاقائی حدود کی تفریق ختم ہوگئی۔ آپؐ کل انسانیت کیلئے مبعوث ہوکر آئے۔

فرمایا: اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو مختلف قوموں اور قبیلوں کی صورت میں دنیا میں بستے ہیں یاد رکھو کہ یہ قبیلے اور قومیں تمہاری پہچان تو ہیں لیکن تمہاری بڑائی کی سند نہیں ہیں ہاں تمہارا تقویٰ اور عمل تمہیں خدا کی رضا کا حامل بنا سکتے ہیں اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کیلئے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ضروری ہے ورنہ خاندان، اولاد، بلند مرتبہ، گروہ، قوم کوئی چیز بھی اللہ کی رضا کا حامل نہیں بنا سکتی۔ اگر کوئی چیز انسان کو دنیا و آخرت میں اللہ کی گرفت سے بچا سکتی ہے تو وہ تقویٰ ہے اور اب چونکہ شریعت کامل ہے اور اس نے تا قیامت قائم رہنا ہے۔ اس لئے سوائے اس کی پیروی کے کوئی چارہ انسان کیلئے باقی نہیں ہے۔ پس خوش قسمت ہیں جو اس کامل اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ہیں اور آپؐ کی شریعت پر یقین رکھتے ہیں جو دنیا کی نجات کا باعث ہے لیکن ایمان کا دعویٰ کرنے والے کا یہ فرض ہے کہ وہ جب یہ دعویٰ کرتا ہے تو پھر اپنی زندگی کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالے اور آنحضرت صلی اللہ

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

مولانا وحید الدین خان صاحب کا تائیدی مضمون
اور
بعض غلط فہمیوں کے ازالے

...... قسط: ۵ ......

گزشتہ گفتگو میں ہم با دلائل ثابت کر چکے ہیں کہ آنے والا مسیح و مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب نبی اللہ ہوگا۔ وہ دعویٰ مسیحیت و مہدویت کرے گا۔ اب ہم عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اُس مومن کیلئے اس کی بیعت کو لازمی قرار دیا ہے جس کے کانوں تک اس کی خبر پہنچے فرمایا:

فَاِذا رَأ یتموہ فبایعوہ ولَو حبواً علی الثلج فَاِنَّہٗ خلیفۃ اللہ المھدی۔

(ابوداؤد جلد نمبر ۲ باب، خروج المہدی۔ ابن ماجہ باب خروج المہدی)

یعنی جب تمہیں اس کا علم ہو تو اس کی فوراً بیعت کر لینا۔ خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے۔

اسی طرح فرمایا: وَجب علی کل مومن نصرہٗ اوقال اجابتہٗ (ابوداؤد)

ہر مومن پر اس کی مدد کرنا واجب ہے۔ راوی کو شک ہے کہ آپ نے ''نصرہ'' فرمایا یا ''اجابتہ'' فرمایا اور اجابتہ کا مطلب ہے کہ اس کو قبول کرنے اور مثبت رنگ میں جواب دینا۔

مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت سے سخت اور مشکل سے مشکل ترین حالات میں بھی اس کی بیعت کرنے کو لازم قرار دیا ہے۔ برف پر گھٹنوں کے بل جانے کا یہی مطلب ہے کہ مسیح موعود و مہدی مسعود کو قبول کرنے کے راستہ میں طرح طرح کی مخالفتیں اور رکاوٹیں کھڑی کی جائیں گی ایسی شدید مخالفتیں جن کی مثال برف کے پہاڑوں پر چڑھنے سے دی جاسکتی ہے فرمایا بے شک چل نہ سکو پھر بھی گھٹنوں کے بل گھسٹ گھسٹ کر اس کے پاس پہنچنا اس کی بیعت کرنا اس کو میرا اسلام پہنچانا اور اس کی تائید و نصرت میں لگ جانا۔ چنانچہ دیکھ لیں کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جنہوں نے اس زمانے میں امام مہدی و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے آپ کو قبول کرنے کی راہ میں کس قدر بڑے بڑے پہاڑ حائل ہیں مولویوں نے فتوے دے رکھے ہیں کہ جو آپ کو قبول کرے گا اس کو ذات برادری سے نکال دیا جائے گا۔ اس کا بائیکاٹ کیا جائے گا اس کے بیوی بچوں کو چھڑا لیا جائے گا۔ اس کی بیوی کو گویا از خود طلاق ہو جائے گا اور پھر اگر کوئی ان فتوؤں کو نہ مانے تو اُس کو مارا پیٹا جاتا ہے۔ طرح طرح کی تکالیف پہنچائی جاتی ہیں گھروں سے بے گھر کر دیا جاتا، مکان گرا دئے جاتے ہیں، دکانیں جلا دی جاتی ہیں۔ مال و اسباب لوٹ لیا جاتا ہے اور یہی وہ برف کے پہاڑ ہیں جو مسیح موعود و مہدی معہود کو آنے اور قبول کرنے میں روک ہیں۔ لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس مدعی مہدی و مسیح زمانے میں وہ علامات پوری ہوئیں یا نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح امام مہدی و مسیح موعود کے متعلق بیان فرمائی تھی اور یہ کہ کیا آپ کے ذریعہ وہ عظیم الشان کارہائے نمایاں سرانجام پائے یا نہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی و مسیح موعود کے متعلق مقرر فرمائے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کی نشانیوں میں سے بیان فرمایا تھا کہ امام مہدی کے زمانے میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو اور سورج کو اس کی گرہن کے دنوں میں سے درمیان کے دن میں گرہن لگے گا۔ (سنن دار قطنی باب صلوٰۃ الکسوف)

الحمد للہ کہ یہ نشان حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے زمانے میں ۱۸۹۴ء میں مشرقی ممالک میں اور ۱۸۹۵ء میں امریکہ وغیرہ ممالک میں دیکھا گیا۔ اس نشان کو دیکھ کر اس دور میں کئی لوگ آپ پر ایمان لائے لیکن بعض ضعیف العقل علماء نے اس حدیث کو جو اپنے وقوعہ کے لحاظ سے من و عن پوری ہو چکی تھی۔ ''ضعیف'' قرار دے دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ امام مہدی کی آمد کی جو علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔ اُن میں اکثر پوری ہو چکی ہے۔ مولانا وحید الدین خان صاحب فرماتے ہیں۔

حدیث میں دور آخر کے بارے میں ایک طویل روایت آئی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں لا یبقی من الاسلام إلا اسمہٗ ولا یبقی من القرآن اِلّا رَسمہ، مساجد ھم عامرۃ، وھی خراب من الھُدیٰ۔ یعنی اُس وقت اسلام میں سے کچھ نہیں بچے گا، سوائے اس کے نام کے۔ اور قرآن میں سے کچھ نہیں بچے گا، سوائے اس کے نشان کے، اُس وقت ان کی مسجدیں خوب آباد ہوں گی، لیکن وہ ہدایت کے اعتبار سے بالکل ویران ہوں گی۔ (رواہ البیھقی فی شعب الاِیمان)

اس حدیث کا مطلب کیا ہے، وہ ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ اس دوسری روایت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کے زمانے کے بارے میں فرمایا: بدأ الإ سلام غریباً، وسیعود کما بدأ۔ (صحیح مسلم، کتاب الاِیمان)

یعنی اسلام جب شروع ہوا، تو وہ اجنبی تھا، اور دوبارہ وہ اجنبی ہو جائے گا۔

ہم وہی لوگ ہیں......!!

جن کی راہوں میں کانٹے بچھائے گئے   جن کے بستے ہوئے گھر جلائے گئے
وہ جو ہر دَور میں آزمائے گئے   بے گناہ جو لہو میں نہائے گئے
ہم وہی ہوگ ہیں، ہم وہی لوگ ہیں

وہ جو رسمیں وفا کی نبھا کے چلے   شہر جاناں کو سب کچھ لُٹا کے چلے
اپنے پیاروں کی لاشیں اُٹھا کے چلے   ہر قسم ضبط غم آزما کے چلے
ہم وہی ہوگ ہیں، ہم وہی لوگ ہیں

وہ جنہوں نے جفاؤں کو مانا نہیں   چار دن کے خداؤں کو مانا نہیں
جبر کی انتہاؤں کو مانا نہیں   قاتلوں، بے وفاؤں کو مانا نہیں
ہم وہی ہوگ ہیں، ہم وہی لوگ ہیں

وہ جو قصوں کتابوں میں مشہور تھے   کلمۂ حق جو کہنے پہ مامور تھے
وہ جو محصور تھے وہ جو مجبور تھے   وہ جو سقراط تھے وہ جو منصور تھے
ہم وہی ہوگ ہیں، ہم وہی لوگ ہیں

وہ جو حرفِ وفا معتبر کر گئے   یوں جلے شب نگر میں سحر کر گئے
وہ جو اُجڑے چمن با ثمر کر گئے   عشق اپنے لہو سے امر کر گئے
ہم وہی ہوگ ہیں، ہم وہی لوگ ہیں

(مبارک صدیقی، پاکستان)

اس قسم کی روایتوں پر غور کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دورِ آخر کے مجدد کی سب سے پہلی علامت یہ ہوگی کہ وہ خدا کی خصوصی توفیق سے، دین حق کو دوبارہ اس کی حقیقی صورت میں دریافت کرے گا۔ وہ ظاہری فارم سے گزر کر، اسلام کی اصل اسپرٹ کا فہم حاصل کرے گا۔ وہ قرآن کی مغالطہ آمیز تشریح سے گزر کر قرآن کے اصل پیغام کو سمجھے گا۔ وہ دینِ اجنبی کو دوبارہ اپنے لئے دینِ معروف بنائے گا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وخدا کے دین کو دوبارہ اُس طرح دریافت کرے گا، جس طرح اصحاب رسول نے اس کو دریافت کیا تھا۔ زمانے کے اعتبار سے، وہ بعد کا انسان ہوگا۔ لیکن معرفت کے اعتبار سے وہ اصحاب رسول جیسی معرفت کا حامل ہوگا۔''

(الرسالہ، مئی ۲۰۱۰ء صفحہ ۵۰)

یہ علامات یعنی اسلام میں سے سوائے نام کے کچھ نہیں بچے گا اور قرآن مجید سے کچھ نہیں رہے گا۔ سوائے اس کے نشان کے اُس وقت ان کی مسجدیں خوب آباد ہوں گی لیکن وہ ہدایت سے بالکل ویران ہوں گی۔ من و عن پوری ہو چکی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اب اس امام مہدی کو تلاش کیا جائے۔ زمانہ بھی گزر گیا۔ نشانیاں بھی پوری ہوگئی ہیں۔ اب آنے والے کو ضرور آنا چاہئے اور وہ آچکا ہے جن کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے اور آپ ہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل مشابہت رکھتے ہیں اور حدیث یواطی اسمہ اسمی یعنی اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا کے مصداق ہیں جس کی تشریح ایک حدیث میں فرمائی گئی ہے کہ یشبھہٗ فی الخلق ولا یشبھہ فی الخَلق۔ (ابوداؤد کتاب المہدی) یعنی مسیح موعود اخلاقی روحانی اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوگا۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا امام مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق ہوگا اور اس عشق کے باعث وہ آئینہ مہدویت و مسیحیت حاصل کرے گا۔ چنانچہ ہم حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی حیات طیبہ کو دیکھتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار تھے آپ فرماتے ہیں:۔

''میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افضال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

نیز فرماتے ہیں:۔ ''درود شریف کے طفیل ...... میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں جذب

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

لاہور میں جمعہ کے دوران دہشتگردوں کے ظلم وسفا کی کا نشانہ بننے والے شہداء کا دردانگیز تذکرہ

یہ سب لوگ احمدیت کی تاریخ میں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے

انشاء اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کی قربانی کی لاج پیچھے رہنے والا ہر احمدی رکھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔

جو لوگ شہداء کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں وہ ''سیدنا بلالؓ فنڈ'' میں دے سکتے ہیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 11 رجون 2010ء بمطابق 11 راحسان 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ -اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج میں ان شہداء کا ذکر کروں گا جو لاہور میں جمعہ کے دوران دہشت گردوں کے ظلم اور سفّا کی کا نشانہ بنے تھے۔ جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ موت کو سامنے دیکھ کر بھی وہاں موجود ہر احمدی نے کسی خوف کا اظہار نہیں کیا۔ نہ ہی دہشت گردوں کے آگے ہاتھ جوڑے، نہ زندگی کی بھیک مانگی، بلکہ دعاؤں میں مصروف رہے اور ایک دوسرے کو بچانے کی کوشش میں مصروف رہے۔ یہ کوشش تو رہی کہ اپنی جان دے کر دوسرے کو بچائیں لیکن یہ نہیں کہ ادھر اُدھر panic ہو کر دوڑ جائیں۔ اور ان دعاؤں سے ہی گولیوں کی بوچھاڑ کرنے والوں کا مقابلہ کیا جو ظالمانہ طریقے پر گولیاں چلا رہے تھے۔ ان دعائیں کرنے والوں میں کچھ مومنین کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور یہ رتبہ پا کر ان کو خدا تعالیٰ نے دائمی زندگی عطا فرما دی اور یہ سب لوگ جو ہیں یہ احمدیت کی تاریخ میں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ بہر حال شہداء کا ذکر میں کرنا چاہتا ہوں۔

ان کے ذکرِ خیر سے پہلے ایک ضروری امر کی وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے بعض جماعتوں کی طرف سے بھی پوچھا جا رہا ہے کہ شہداء فنڈ میں لوگ کچھ دینا چاہتے ہیں تو یہ رقم کس مد میں دینی ہے؟ اسی طرح بعض دوست مشورے بھی بھجوا رہے ہیں کہ شہداء کے لئے کوئی فنڈ قائم ہونا چاہئے۔ یہ ان کی لاعلمی ہے۔ شہداء کے لئے فنڈ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ رابعہ سے قائم ہے جو ''سیدنا بلالؓ فنڈ'' کے نام سے ہے اور میں بھی اپنے اس دور میں ایک عید کے موقع پر اور خطبوں میں دو دفعہ بڑی واضح طور پر اس کی تحریک کر چکا ہوں۔ اس فنڈ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہداء کی فیملیوں کا خیال رکھا جاتا ہے، جن جن کو ضرورت ہو ان کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور اگر اس فنڈ میں کوئی گنجائش نہ بھی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ان کا حق ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ ان کا خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہم ان کا خیال رکھتے رہیں گے۔ تو بہر حال ''سیدنا بلالؓ فنڈ'' قائم ہے جو لوگ شہداء کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں اس میں دے سکتے ہیں۔

آج سب سے پہلے میں **مکرم منیر احمد شیخ صاحب** کا ذکر کروں گا جو دارالذکر میں شہید ہوئے تھے اور امیر ضلع لاہور تھے۔ ان کے والد صاحب مکرم شیخ تاج دین صاحب سٹیشن ماسٹر تھے اور ان کے والد نے 1927ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ جالندھر کے رہنے والے تھے۔ ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم سے ان کی دوستی تھی اور یہ دونوں پہلے احمدیت کے بہت زیادہ مخالف تھے۔ یعنی شیخ صاحب کے والد اور حضرت مفتی ملک سیف الرحمٰن صاحب۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب دیکھیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشعار پڑھے تو پھر ان کو جستجو پیدا ہوئی اور چند کتابیں پڑھنے کے بعد ان دونوں بزرگوں کے دل صاف ہو گئے۔

بہر حال مکرم شیخ منیر احمد صاحب، شیخ تاج دین صاحب کے بیٹے تھے۔ ان کی تعلیم ایل ایل بی تھی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہ سول جج بنے۔ پھر مختلف جگہوں پر ان کی پوسٹنگ ہوتی رہی، اور پھر سیشن جج سے ترقی ہوئی اور پھر لاہور میں سپیشل جج اینٹی کرپشن پہ ان کی تعیناتی ہوئی۔ پھر سپیشل جج کسٹم کے طور پر کام کیا۔ اور نیب (NAB) کے جج کے طور پر بھی کام کرتے رہے اور 2000ء میں یہ ریٹائر ہوئے۔

موصوف شیخ صاحب کے انصاف کی ہر جگہ شہرت تھی۔ جن کا بھی ان سے واسطہ پڑتا تھا ان کو پتہ تھا کہ یہ انصاف پسند آدمی ہیں اور انہیں کبھی کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا تھا۔ راولپنڈی میں ایک کیس کے دوران دونوں پارٹیوں میں سے ایک پارٹی جو لاہوری احمدی ہیں ان کی خواتین تھیں۔ ان کے وکیل مجیب الرحمٰن صاحب تھے۔ اور دوسرا فریق جو تھا، دوسری پارٹی ایک مولویوں کی پارٹی تھی۔ تو کورٹ میں آ کے انہوں نے پہلے ہی بتا دیا کہ میں احمدی ہوں اگر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو بتائیں۔ جو دوسرا گروپ مولویوں کا تھا، ان کا مقدمہ احمدی پیغامیوں کے ساتھ تھا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں قبول ہے ہم آپ سے ہی فیصلہ کروانا چاہتے ہیں۔ جو پیغامی فریق تھا ان کے وکیل مجیب الرحمٰن صاحب احمدی تھے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خوف ہوتا تھا کہ کہیں آپ اپنی انصاف پسندی کا اظہار کرنے کے لئے ہمارے خلاف فیصلہ نہ کر دیں۔ لیکن انہوں نے انصاف کو ہمیشہ ملحوظ رکھا اور انصاف کی بنیاد پر ہی فیصلہ کیا اور ان خواتین کے حق میں کر دیا اور مولویوں کے خلاف ہوا۔

ان کا علم بھی بڑا وسیع تھا۔ بڑے دلیر تھے۔ قوتِ فیصلہ بہت تھی۔ ملازموں اور غریبوں سے بڑی ہمدردی کیا کرتے تھے۔ درویش صفت انسان تھے۔ جب بھی مَیں ان کو ملا ہوں جہاں تک میں نے دیکھا ہے ان کی طبیعت میں بڑی سادگی تھی۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر بھی تھے۔ اس کے علاوہ شروع میں ماڈل ٹاؤن حلقہ میں زعیم اعلیٰ کے طور پر بھی خدمات رہی ہیں۔ گارڈن ٹاؤن حلقہ کے صدر بھی رہے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ ہمارا اور بچوں کا ہمیشہ بہت خیال رکھتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں تو ایک غریب سٹیشن ماسٹر کا بیٹا ہوں اور تم لوگوں کی ضروریات کا، بچوں کا خیال مجھے اس لئے رکھنا پڑتا ہے کہ یہ اپنے آپ کو سیشن جج کے بچے سمجھتے ہیں۔ وصیت کے نظام میں بھی شامل تھے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔

شہادت سے ایک دن قبل ان کی بہن نے لجنہ اماء اللہ کو وصایا کے حوالہ سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ وصیت بھی جنت کے حصول کا ذریعہ ہے اور گھر آ کر شیخ صاحب سے جب بات کی کہ کیا میں نے ٹھیک کہا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اپنی بہن کو کہا کہ، آپا! اصل جنت کی ضمانت تو شہادت سے ملتی ہے۔

اہلیہ محترمہ کہتی ہیں کہ شہادت سے قبل شہید مرحوم کا فون آیا کہ میرے سر اور ٹانگ پر چوٹ آئی ہے اور بلند آواز سے کہا کہ میں ٹھیک ہوں۔ خدام نے ان کو نیچے کی طرف یعنی basement میں جانے کے لئے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اور جب فائرنگ شروع ہوئی ہے تو کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر لوگوں کو کہا کہ بیٹھ جائیں اور درود شریف پڑھیں اور دعائیں کریں۔ اپنا فون ان کے پاس نہیں تھا، ایک خادم

سے فون لیا گھر بھی فون کیا، پولیس کو بھی فون کیا۔ پولیس نے جواب دیا کہ ہم آ گئے ہیں تو بڑے غصے سے پھر ان کو کہا کہ پھر اندر کیوں نہیں آتے؟ ایک خادم جس نے فون دیا تھا ان کے مطابق آخری آواز ان کی اس نے یہ سنی تھی کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔

ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ نمازِ جمعہ پر جانے سے پہلے چندہ کی رقم مجھے پکڑائی اور کہا کہ اپنے پاس رکھ لو۔ کیونکہ آج تک پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا تو میں نے کہا کہ جہاں آپ پہلے رکھتے تھے وہیں رکھ دیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں آج تم رکھ لو کیونکہ دفتر بند ہوگا اس لئے جمع نہیں کرواسکتا۔ اسی طرح ایک کیس کے بارے میں مجھے بتایا۔ اہلیہ سے کہا کہ وہ آگے چلا گیا ہے، اس کی تاریخ آگے پڑ گئی ہے اور یہ کیس کے پیسے ہیں، یہ اپنے پاس رکھ لو اور کیس والے فریق کو دے دینا اور اس کی فائل بھی۔ اہلیہ کہتی ہیں کہ حالانکہ پہلے میرے سے کبھی آج تک انہوں نے کوئی کیس ڈسکس (Discuse) نہیں کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دو دفعہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد یا بلکہ پہلے ہی میرا وقف قبول کریں۔ حضور نے ان کو یہی فرمایا تھا کہ جہاں آپ کام کر رہے ہیں وہیں کام کریں کیونکہ اس کے ذریعہ سے احمدیت کی تبلیغ زیادہ مؤثر رنگ میں ہو رہی ہے۔ لوگوں کو پتہ لگے کہ احمدی افسر کیسے ہوتے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے نے بتایا کہ میں نے ان سے کہا کہ اپنا کوئی سکیورٹی گارڈ رکھ لیں۔ کہنے لگے کیا ہوگا؟ مجھے گولی ماردیں گے تو شہید ہو جاؤں گا۔

ہمارے سلسلہ کے ایک مبلغ ہیں مبشر مجید صاحب انہوں نے ان کے بارے میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ یہ گلبرگ لاہور میں مربی ہوتے تھے کہتے ہیں کہ 97ء یا98ء کی بات ہے کہ مجھے ایک دن مربی ضلع کا فون آیا کہ غیر احمدیوں کے ایک بڑے عالم ہیں اور جمعیت علمائے پاکستان کے کسی اعلیٰ عہدے پر، بڑے عہدے پر قائم ہیں ان کو ہم نے ملنے جانا ہے۔ تو کہتے ہیں میں بڑا حیران ہوا کہ کیا ضرورت، مصیبت پڑ گئی ہے ان کو ملنے کی؟ خیر، کہتے ہیں میں مربی صاحب ضلع کے ساتھ چلا گیا۔ سبزہ زار میں جمعیت کا سیکریٹریٹ ہے تو وہاں جب ہم پہنچے ہیں تو ان صاحب سے تعارف ہوا۔ یہ ہمارے شدید ترین مخالف لوگ ہیں۔ ان صاحب نے جو جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری تھے انہوں نے کہا کہ مجھ پر کسٹم والوں نے ایک سراسر غلط مقدمہ بنا دیا ہے۔ جو جج ہے وہ نہایت عجیب وغریب قسم کا انسان ہے۔ میں تین پیشیاں بُھگت چکا ہوں۔ جب بھی میں عدالت میں آتا ہوں تو کرسی پر بیٹھتے ہی میز پر ایک زوردار مُکّا مارتا ہے اور کہتا ہے کہ Listen every body کہ میں احمدی ہوں، اب مقدمہ کی کارروائی شروع کرو۔ تو یہ صاحب کہتے ہیں کہ میری تو آدھی جان وہیں نکل جاتی ہے جب یہ دھمکی دیتے ہیں۔ مجھے یہ خیال ہے کہ یہ مجھے پیغام دیتے ہیں کہ بچُّو! اب تم میرے قابو میں آئے ہو، اب میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ تو آپ لوگ خدا کے واسطے میری کوئی مدد کریں اور میری اس سے جان چھڑوائیں۔ مجھے لگتا ہے کہ مذہبی مخالفت کی بنا پر مجھے سزا دے دے گا۔ پھر بولے: عجیب قسم کا آدمی ہے۔ یہ کوئی زمانہ ہے، یہ حالات ہیں؟ کہ یہ صاحب آتے ہیں اور میز پر مُکّا مار کے اپنے احمدی ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور میرے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ مربّی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ غلطی پر ہیں۔ آپ نے ان کے پیغام کو نہیں سمجھا۔ وہ میز پر مُکّا مار کے یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک سن لو، میں احمدی ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ آپ کو دھمکاتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سنو اور غور سے سنو کہ میں احمدی ہوں۔ نہ مَیں رشوت لیتا ہوں، نہ ہی میں کسی کی سفارش سنوں گا اور نہ ہی میرے فیصلے کسی تعصب کے زیرِ اثر ہوتے ہیں۔ میں صرف خدا سے ڈرتا ہوں۔ مربی صاحب نے کہا یہ ہے ان کا اصل مطلب۔ اس لئے ہم پر تو آپ رحم کریں اور ہمیں کسی سفارش پر مجبور نہ کریں اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے۔ تو کہتے ہیں بہرحال وہ صاحب بڑے پریشان تھے کہ اگر اس نے مجھے ٹانگ دیا تو پھر کیا ہوگا؟ تو میں نے کہا آپ کے کہنے کے مطابق اگر آپ بے قصور ہیں تو آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ صرف مذہبی اختلافات کی بنیاد پر آپ کو سزا نہیں دیں گے۔ اس کے بعد ان کے ہاں سے چلے آئے۔ پانچ چھ مہینے کے بعد ان کے پی اے (P.A.) کا فون آیا اور اطلاع دی کہ وہ باعزت طور پر بری ہو گئے ہیں اور ہمارے وہ عالم صاحب جو لیڈر ہیں جمعیت علمائے اسلام کے آپ لوگوں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ان سے کہیں کہ ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ ادا کریں اس امام مہدیٔ آخرالزمان کا، جس کی تعلیمات اور قوتِ قدسیہ کے فیض نے ایسی جماعت پیدا کر دی ہے جو ان اخلاق کو زندہ کرنے والی ہے جو آج دنیا سے ناپید ہیں۔ تو یہ تھا ان کے انصاف کا معیار۔ اور بڑے دبنگ، جرأت والے انسان تھے۔

گزشتہ سال جب میں نے ان کو امیر جماعت لاہور مقرر کیا ہے تو انہیں لکھا کہ اگر کوئی مشکل ہو براہِ راست رہنمائی لینی چاہتے ہوں تو بے شک لے لیا کریں اور بے شک مجھ سے رابطہ رکھیں۔ ایک دن ان کا فون آیا تو میں نے کہا کہ خیر ہے؟ تو کہنے لگے کہ اس اجازت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جو آپ نے دی ہے میں نے کہا فون کرلوں اور اگر کوئی ہدایت ہو تو لے لوں۔ باقی کام تو صحیح چل رہے ہیں۔ اور آپ سے سلام بھی کرلوں۔ تو بڑے منجھے ہوئے شخص تھے۔ سب جو کارکنان تھے، ان کے ساتھ کام کرنے والے ان کو ساتھ لے کر چلنے والے تھے۔ لجنہ ضلع لاہور کی صدر نے مجھے بتایا کہ جب یہ مقرر ہوئے ہیں تو ہمیں خیال تھا کہ یہ کس شخص کو آپ نے امیر جماعت مقرر کر دیا ہے جس کو زیادہ تر لوگ جانتے بھی نہیں۔ لیکن ان کے ساتھ کام کرنے سے پتہ چلا کہ یقیناً انہوں نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا کر دیا اور بڑے پیار سے ساروں کو ساتھ لے کر چلے۔ بے شمار خصوصیات کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں میں ان کو جگہ دے۔

دوسرے شہید **میجر جنرل ریٹائرڈ ناصر چوہدری صاحب ابن مکرم چوہدری صفدر علی صاحب** ہیں۔ یہ بہلول پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد صاحب انسپکٹر تھے اور 1930ء میں ڈیوٹی کے دوران ہی وہ بھی شہید ہوئے تھے۔ اس وقت جنرل صاحب شہید کی عمر صرف 10 سال تھی۔ جنرل صاحب کی دادی جو تھیں وہ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی رضاعی والدہ بھی تھیں۔ 1942ء میں ان کو کمیشن ملا، بنگلور گئے۔ اور دوسری جنگِ عظیم میں برما کے فرنٹیئر فورس محاذ پر تھے۔ 43ء میں ان کا نکاح ہوا اور سید سرور شاہ صاحبؓ نے ان کا نکاح پڑھا۔ اور اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ میرے نکاح میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہوئے تھے۔ بہرحال فوج میں ترقی کرتے رہے اور 1971ء میں راجھستان میں اپنی بنائی ہوئی 33- Div کی کمانڈ کرتے رہے۔ وہیں ان کے گھٹنے میں گولی لگی جو ان کے جسم کے اندر ہی رہی ہے۔ ڈاکٹر اس کو نکال نہیں سکے۔ اس حملے کے دوران میں ان کا جو پرسنل سیکرٹری تھا وہ بھی زخمی ہوا۔ اس کو تو انہوں نے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سے حیدرآباد بھیجا اور خود ٹرین کے ذریعے حیدرآباد پہنچے۔ ڈاکٹر کہا کرتے تھے کہ اگر یہ دوبارہ چلنے لگ جائیں تو معجزہ ہوگا۔ اس لئے گولی بھی نہیں نکالی کہ خطرہ تھا کہ مزید خرابی پیدا ہو جائے گی۔ لیکن بہرحال بڑی قوتِ ارادی کے مالک تھے۔ ورزش کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی ٹانگ اس قابل ہوگئی کہ چلتے تھے اور اپنی کیٹیگری اے کروالی کیونکہ بی میں نوکر مل جاتا ہے۔ بیس سال تک یہ سیکرٹری اصلاح وارشاد ضلع لاہور رہے ہیں۔ 1987ء سے لے کر شہادت کے وقت تک بطور صدر حلقہ ماڈل ٹاؤن خدمت سرانجام دیتے رہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 91 سال تھی۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ مسجد ماڈل ٹاؤن میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔

ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت مخلص اور خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔ نمازی، پرہیزگار، جماعت کا درد رکھنے والے انسان تھے ایک دفعہ ڈرائیور کی مشکل پیش آئی تو میں نے کہا کہ اپنی پلٹن سے ڈرائیور مانگ لیں تو جواباً کہا کہ نہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت دیا ہے۔ خود ہی خرچ کروں گا۔ ابتدائی دور میں 1943ء میں نظامِ وصیت میں شامل ہوئے۔ لاہور کے ایک نائب امیر ضلع تھے مکرم میجر لطیف احمد صاحب۔ وہ بھی فوج سے ریٹائر ہوئے تھے اور میجر تھے، اور یہ فوج سے ریٹائر ہوئے اور جنرل تھے۔ وہ ان کو مذاق میں کہا کرتے تھے کہ دیکھو آج جنرل بھی میرے نیچے کام کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ میجر صاحب نائب امیر تھے تو شہید مرحوم ہنس کے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا کام تو اطاعت ہے۔ جب میں احمدی ہوں اور جماعت کی خاطر کام کر رہا ہوں تو پھر میجری اور جرنیلی کا کوئی سوال نہیں۔

مسجد نور میں جو ماڈل ٹاؤن کی مسجد ہے، عموماً ہال سے باہر کرسی پر بیٹھا کرتے تھے اور جو سانحہ ہوا ہے اس دن جب فائرنگ شروع ہوئی ہے تو ایک صاحب نے، احمدی دوست روشن مرزا صاحب نے کہا کہ اندر آ جائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ باقی ساتھیوں کو پہلے اندر لے جائیں اور پھر آخر میں خود اندر گئے اور ہال کے آخری حصہ میں لگی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد لوگ تہہ خانے کی طرف جاتے رہے اور ان کو بھی لے جانے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں، مجھے یہاں ہی رہنے دو۔ اسی دوران دہشتگرد نے ایک گرینیڈ ان کی طرف پھینکا جو ان کے قدموں میں پھٹا۔ گرینیڈ پھٹنے سے ان کے ساتھ والے بزرگ بھی نیچے گرے لیکن اس کے بعد اٹھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ پھر دہشتگرد نے ان پر فائرنگ کی جس سے گردن میں ایک گولی لگی اور وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کی حالت میں شہید ہوئے۔

جیسا کہ میں نے کہا ہے بڑی عاجزی سے اور بڑی وفا سے انہوں نے اپنی جماعت کی خدمات بھی ادا کی ہیں اور عہدِ بیعت کو بھی نبھایا ہے۔ شہادت کا رتبہ تو ان کو فوج میں بھی بعض ایسے حالات پیدا ہوئے جب مل سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کی کوئی نہ کوئی نیک ادا پسند آتی ہے۔ ان کی یہ ادا پسند آئی کہ شہادت کا رتبہ تو دیا لیکن مسیح محمدی کے ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے دیا اور عبادت کرتے ہوئے دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

پھر **اسلم بھروانہ صاحب شہید** ہیں جو مکرم مہر راجہ خان بھروانہ صاحب کے بیٹے تھے۔ شہید مرحوم کے والد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں بیعت کی۔ جھنگ کے رہنے والے تھے۔ ٹیکسلا یونیورسٹی سے مکینیکل انجینئرنگ کی اور 1981ء سے پاکستان ریلوے میں ملازمت اختیار کی۔ مجلس انصار اللہ کے بڑے اچھے رکن تھے، جمعہ کے روز آپ عام طور پر مسجد میں کھڑے ہو کر اعلانات کیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی خطبہ سے پہلے اعلان کر کے فارغ ہوئے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 59 سال تھی۔ ان کی شہادت بھی دارالذکر میں ہوئی ہے۔ نسیم مہدی صاحب اور پروازی صاحب کے یہ برادرِ نسبتی تھے، بہنوئی تھے اور مولوی احمد خان صاحب ان کے خسر تھے۔ پاکستان ریلوے مکینیکل انجینئرنگ میں چیف انجینئر تھے اور بیسویں گریڈ کے افسر تھے اور اکیسویں گریڈ کے لئے فائل جمع کروائی ہوئی تھی اور چند روز میں ان کی ترقی ہونے والی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ عظیم رتبہ ان کو عطا فرمایا ہے جس کے سامنے ان گریڈوں اور ان ترقیوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان کے بارے میں ڈیوٹی پر موجود ایک خادم

نے بتایا کہ مکرم اسلم بھروانہ صاحب کو تہہ خانہ میں بھجوانے کی کوشش کی گئی مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں یہیں رہوں گا۔ آپ دوسروں کو تہہ خانے میں لے جائیں اور خود ہال سے باہر صحن میں نکلے تا کہ دوسروں کی خبر گیری کر سکیں۔ جب دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے دہشتگرد نے ان پر فائرنگ کر دی۔

شہید مرحوم اہم جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ سابق قائد علاقہ راولپنڈی اور لاہور کے علاوہ سیکرٹری تربیت نومبائعین، سیکرٹری جائیداد لاہور، لاہور کا ہانڈو گجر میں قبرستان ہے اس کے نگران، بہت اخلاص سے دن رات محنت کرنے والے تھے اور بہت بہادر انسان تھے۔ جب کوئٹہ میں بسلسلہ ملازمت تعینات تھے تو ضیاء الحق اس وقت صدرِ پاکستان تھے۔ ان کی آمد پر ریلوے آفیسر ہونے کی وجہ سے ان کو آگے سیٹ ملی۔ جب وہاں جو فنکشن تھا اس میں آگے بیٹھے ہوئے تھے، پہلی لائن پر، اور وہاں ان دنوں کلمے کی مہم بھی چل رہی تھی۔ مطلب ہے کہ احمدیوں کو منع کیا تھا، نیا نیا آرڈیننس آیا تھا انہوں نے کلمے کا بیج لگایا ہوا تھا اور آکے آگے بیٹھ گئے۔ تو گورنر نے ان کو پیغام بھیجا کہ آپ یا تو پیچھے چلے جائیں یا کلمے کا بیج اتار دیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو میں کلمے کا بیج اتار سکتا ہوں اور نہ ڈر کی وجہ سے پیچھے جا سکتا ہوں۔ آپ اگر چاہیں تو مجھے بے شک گھر بھیج دیں یعنی نوکری سے فارغ کر دیں۔ بہرحال ڈٹے رہے۔ اس طرح کے ابتلاء کے دور میں لاہور کے قائد علاقہ رہے ہیں اور حالات کے پیشِ نظر احمدی نوجوانوں کو ڈیوٹی کے لئے ہمیشہ انہوں نے تیار کیا۔ خود بھی لمبے عرصے تک گیٹ پر ڈیوٹی دیتے رہے۔ بہت مدد کرنے والے اور خدمتِ خلق کرنے والے انسان تھے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ خلافت اور جماعت سے عشق تھا۔ جماعتی کام کو ترجیح دیتے تھے۔ زندگی وقف کرنے کی بہت خوشی تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کی تھی اور صحت کا خیال اس لئے رکھتے تھے کہ میں نے وقف کیا ہوا ہے اور جماعت کے کام آسکوں۔ باجماعت نماز کے پابند اور دیانتدار افسر تھے اس لئے ان کی ہر جگہ بہت عزت کی جاتی تھی۔ جب یہ تعلیم حاصل کر رہے تھے تو جماعتی طور پر ان کا خرچ اٹھایا جاتا تھا۔ اس لئے باقاعدگی سے کفالت یتامیٰ میں چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ یتامیٰ کی طرف سے ان کا خرچ اٹھایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی دیگر چندہ جات میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ شہید مرحوم کی ایک عزیزہ نے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ آواز آئی ''شہیدوں کو چننے کے لئے تیار ہو جاؤ''۔

خود مَیں نے بھی ان کو دیکھا ہے بڑی عاجزی سے کام کرنے والے تھے اور مرکزی کارکنان، جس لیول کا بھی کارکن ہو، اس کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اشرف بلال صاحب شہید ابن مکرم محمد لطیف صاحب۔ شہید مرحوم کے اکثر رشتے دار غیر از جماعت ہیں۔ ان کے نانا مکرم خدا بخش صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ برطانیہ کے شہری تھے۔ ان دنوں پاکستان آئے ہوئے تھے۔ مالی خدمات میں حصہ لینے والے تھے۔ انہوں نے شالیمار ٹاؤن کی بیت الذکر تعمیر کروا کر جماعت کو عطیہ کرنے کی سعادت پائی۔ انجینئر نگ کے شعبہ سے وابستہ تھے۔ اپنی ورکشاپ فیکٹری بنائی ہوئی تھی۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 56 سال تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی خدمات، سیکرٹری تحریکِ جدید وغیرہ کے طور پر بھی انجام دے رہے تھے۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔ موصی تھے۔ ان کے بائیں کندھے کے پیچھے سے گولی لگ کر سامنے دل سے نکل گئی تھی اور مضبوطی سے انہوں نے ہاتھ جسم کے قریب کر کے جیب میں ڈالا اور ڈرائیور کو فون کیا کہ مجھے گولی لگی ہے لیکن کسی کو بتانا نہیں ہے۔ اسی طرح ایک گولی ان کی گردن پر بھی لگی۔ ایک بچہ نثار احمد نام کا جو بچپن سے ان کے پاس تھا۔ اس کے بارے میں دیکھنے والوں نے بتایا کہ ان کو گرتے ہوئے اس بچے نے بازوؤں میں لے لیا۔ لیکن وہ نیم مردہ حالت میں آگئے۔ نثار نے ان کا سر اٹھا کر جب ان کے دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کی ہے تو دہشتگرد نے ایک اور گولیوں کی بوچھاڑ کی جس سے وہ لڑکا نثار احمد بھی شہید ہو گیا اور وہ بھی شہادت پاتے ہوئے اپنی وفاداری کا ثبوت دے گیا۔ ہر وقت ذکرِ الٰہی اور استغفار میں مصروف رہتے تھے۔ نمازوں میں خوب روتے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں میں وجہ پوچھتی تھی تو کہتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں مَیں تو اس قابل نہ تھا۔ خدمتِ خلق اور مالی قربانی میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ہر ماہ کئی لاکھ روپیہ خدمتِ خلق کے لئے خرچ کر دیتے تھے۔ ایک فری ڈسپنسری چلا رہے تھے۔ بہت سے لوگوں کو ماہانہ خرچ دیتے تھے۔ جو کوئی بھی ان کے پاس مدد کے لئے آتا تو کہتے کہ اب کسی اور کے پاس نہیں جانا، میرے سے لیا کرو۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں اشرف صاحب کا رویہ دو ماہ سے مختلف ہو رہا تھا۔ جلدی جلدی تمام کام مکمل کروا رہے تھے۔ یو۔ کے والے گھر کی دیوار اونچی کروائی اور مجھے نصیحت کی کہ اب تم ایک ملازمہ رکھ لو اور یہاں سے ایک لڑکی کے ویزے کا کام مکمل کروایا کہ اس کو ساتھ لے کر جانا ہے۔ شہادت سے پندرہ روز قبل مجھے مختلف کاموں کی انجام دہی کے لئے وصیت کی تو میں نے کہا کہ میں یہ نہیں کر پاؤں گی۔ تو جواباً کہا کہ نہیں تم اچھی طرح سنبھال لوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

کیپٹن ریٹائرڈ مرزا نعیم الدین صاحب شہید ابن مکرم مرزا سراج دین صاحب۔ یہ شہید فتح پور ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ خاندان میں سب سے پہلے ان کے دادا نے بیعت کی تھی۔ مرزا محمد عبد اللہ صاحب درویش قادیان آپ کے تایا تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 56 سال تھی اور دارالذکر میں شہید ہوئے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ نے ان کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جمعہ کے روز بیٹی کے گھر کھانا کھاتے تھے۔ زخمی حالت میں کوئی دو بجے کے قریب بیٹی کو گھر فون کیا کہ والدہ کا دھیان رکھنا۔ ان کی اہلیہ نے کہا پھر میں نے فون پکڑا، تو کہا کہ ٹھیک ہو؟ مَیں نے کہا کہ ہاں جی ٹھیک ہوں۔ کہا کہ اللہ حافظ۔ بیٹے عامر کا پتہ کرواتے رہے۔ دو افراد کو فوجی نقطۂ نظر سے جان بچانے کے طریقے بتائے جس سے بفضلہٖ تعالیٰ وہ دونوں محفوظ رہے۔ خود یہ محراب کے قریب دیوار کے ساتھ بیٹھی ہوئی حالت میں شہید ہو گئے۔ ان کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ اس سانحے میں ان کا بیٹا عامر نعیم بھی زخمی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ ہمارے دونوں خاندانوں میں ہماری ازدواجی زندگی ایک مثال تھی۔ پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں اور ہر بیٹی کی پیدائش پر یہ کہتے تھے کہ 'رحمت آئی' اور ہر بیٹی کی پیدائش کے بعد ان کی ترقی ہوئی۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو بیٹیاں پیدا ہونے پر بعض دفعہ بیویوں کو کوستے ہیں اور یہ شکایات مجھے اکثر آتی رہتی ہیں۔ سپاہی سے یہ کیپٹن تک پہنچے اور دیانتداری کی وجہ سے لوگ ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ بڑے بہادر انسان تھے۔ 1971ء کی جنگ اور کارگل کی لڑائی میں حصہ لیا۔ شہادت کی بڑی تمنا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمنا بھی ان کی اس رنگ میں پوری فرمائی۔ عبادت کرتے ہوئے ان کو شہادت کا رتبہ دیا۔

کامران ارشد صاحب ابن مکرم محمد ارشد قمر صاحب۔ ان کے دادا مکرم حافظ محمد عبد اللہ صاحب اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدی تھے۔ انہوں نے 1918ء میں بیعت کی۔ پارٹیشن کے وقت ضلع جالندھر سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ بوقتِ شہادت شہید کی عمر 38 سال تھی اور دارالذکر میں انہوں نے شہادت پائی۔

شہید مرحوم کی تعلیم بی اے تھی۔ کمپوزنگ کا کام کرتے تھے اور خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رکن تھے۔ بطور سیکرٹری تعلیم جماعت کی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ mta لاہور میں 1994ء سے رضا کارانہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ اس سے پہلے دارالذکر میں شعبہ کتب میں بھی خدمت سرانجام دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ فائرنگ شروع ہونے کے وقت بہادری کے ساتھ جان کی پرواہ کئے بغیر mta کے لئے ریکارڈنگ کرنے کے لئے نکلے مگر اس دوران دہشتگردوں کی فائرنگ کی زد میں آکر شہید ہو گئے۔ اہلِ خانہ نے بتایا کہ بہت حلیم طبع انسان تھے۔ بچوں کی نماز کی خصوصی نگرانی کرتے اور پچھلے ایک ماہ سے دارالذکر کے کام میں مصروف تھے۔ شہادت سے تین چار روز قبل خلافِ معمول نہایت سنجیدہ اور خاموش رہے۔ قرآنِ شریف کی تلاوت کے بغیر گھر سے نہیں نکلتے تھے۔ ان کے بارے میں جب ان کی والدہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ جمعہ کے روز فجر کے بعد خواب میں دیکھا کہ گھر میں شادی کا ماحول ہے۔ باہر گلی میں احمدی عورتیں بیٹھی ہیں وہ مجھے دیکھ کر خوش ہوتی ہیں اور میرے گلے میں ہار ڈالتی ہیں۔ ایک عورت نے مجھے گلے لگایا اور ایک گولڈن پیکٹ دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے تو مہندی کر لی ہے۔ آپ نے کب کرنی ہے؟ میں نے کہا کہ گھر جا کر کرتے ہیں۔ یہ والدہ کی خواب تھی۔ شہید مرحوم کے بھائی نے اپنی خواب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کامران بہت سارے پھولوں میں کھڑا ہے۔ شہید کی والدہ لمبا عرصہ حلقہ دارالذکر کی صدر رہی ہیں اور والد سیکرٹری مال رہے ہیں۔ اس حادثے میں شہید کے ماموں مظفر احمد صاحب بھی شہید ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اعجاز احمد بیگ صاحب شہید ابن مکرم انور بیگ صاحب۔ یہ شہید مرحوم قادیان کے قریب لنگر وال گاؤں کے رہنے والے تھے۔ والدہ کی طرف سے محمدی بیگم کے رشتے دار تھے۔ تیمور جان صاحب ابن عبد المجید صاحب (نظام جان) کے بہنوئی تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 39 سال تھی۔ مجلس خدام الاحمدیہ سے وابستہ تھے اور دارالذکر میں شہید ہوئے۔ اہلیہ ان کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ ان کو یورین انفیکشن تھی اور دو سال سے بیمار تھے۔ دو مہینے کے بعد پہلی دفعہ جمعہ پڑھنے گئے اور جمعہ سے پہلے خاص طور پر تیاری کی۔ دو ماہ کے بعد صحت میں بہتری آئی اور ان کو تیار ہوا دیکھ کر کہتی ہیں مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آج پہلے کی طرح اچھے لگ رہے ہیں۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ بہت سادہ اور متوکل انسان تھے۔ کبھی پریشان نہ ہوتے تھے۔ صابر تھے، کبھی کسی کے منفی طرزِ عمل کے جواب میں ردّ عمل کے طور پر منفی طرزِ عمل نہیں دکھایا۔ آپ پرائیویٹ ڈرائیونگ کرتے تھے۔ ان دنوں جنرل ناصر صاحب شہید کے ڈرائیور کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند کرے۔

مرزا اکرم بیگ صاحب شہید ابن مکرم مرزا منور بیگ صاحب۔ یہ شہید مرحوم مرزا عمر بیگ صاحب کے پوتے تھے اور عمر بیگ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔ پارٹیشن کے وقت قادیان سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور ایوب اعظم بیگ صاحب شہید آف واہ کینٹ ان کے حقیقی ماموں تھے۔ ان کے ماموں کو واہ کینٹ میں میرا خیال ہے 98-1997ء میں شہید کیا گیا۔

بوقتِ شہادت شہید کی عمر 58 سال تھی۔ مجلس انصار اللہ کے ممبر تھے اور دارالذکر میں ہی شہید ہوئے۔ موصوف کی شہادت گرینیڈ کے شیل لگنے سے ہوئی تھی۔ ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اپنے بیٹے کو فون کیا اور کہا کہ میں زخمی ہوں میرے لئے دعا کرنا اور اہلیہ کے ساتھ بات کی کہ میں معمولی سا زخمی ہوں میرے لئے دعا کریں۔ بڑا بیٹا فرحان بھی مسجد میں ساتھ موجود تھا جو ان کو تلاش کرتا رہا لیکن اندازہ ہے کہ جب یہ افواہ مشہور ہوئی کہ دہشتگرد چلے گئے ہیں اور جو کارروائی وہ کر رہے ہیں ختم ہو گئی ہے تو باہر نکلتے ہوئے ان کو گولی لگی جو غلط اعلان تھا۔ بڑے عبادت گزار تھے پانچ وقت کے نمازی، بہت ہمت والے انسان تھے۔ ہر سال اعتکاف بیٹھا کرتے

تھے۔اصول پسند اور وقت کی پابندی کرنے والے تھے۔ان کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے ہمارا گھر گھڑی کی سوئی پر چلتا تھا۔ بزرگوں کا احترام کرنے والے تھے، بچوں سے بہت پیار تھا۔اپنے داماد سے اکثر ذکر کرتے کہ عبادت میں جو پانا چاہ رہا ہوں وہ ابھی تک نہیں ملا، شاید کچھ کمی ہے۔شہید مرحوم نے کچھ عرصہ قبل خود خواب میں دیکھا کہ میں کسی پُل پر چل رہا ہوں اور سات آٹھ قدم چلنے کے بعد پل ختم ہو گیا ہے۔خود ہی اس کی تعبیر کی کہ زندگی تھوڑی رہ گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند مقام دیا۔شہید مرحوم کے بچے بتاتے ہیں کہ جب بھی کسی کی شہادت ہوتی تو کہا کرتے تھے کہ کبھی ایسا موقع آئے کہ ہم بھی شہید ہوں۔اپنے ماموں کی شہادت پر کہا کہ کاش ان کو لگنے والی گولی مجھے لگی ہوتی۔موصوف نے شادی سے پہلے خود خواب میں دیکھا کہ گھر میں صحن میں کھڑا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بالائی منزل سے مجھے دیکھ رہے ہیں اور میں حضور علیہ السلام کو دیکھ کر کہتا ہوں 'یہ تو حضور ہیں'۔خواب میں خانہ کعبہ کی زیارت بھی کی۔شہادت سے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ سفید چاول کھا رہا ہوں۔اکثر معبّرین جو ہیں وہ اس کی یہ بھی تعبیر کرتے ہیں کہ کسی کی خواہش کا پورا ہونا اور بلند درجہ ہونا۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

منور احمد خان صاحب شہید ابن مکرم محمد ایوب خان صاحب۔ یہ ڈیریاں والا ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔عرفان اللہ خان صاحب امیر ضلع نارووال کے کزن تھے اور قالینوں کا ان کا کاروبار تھا شہادت کے وقت ان کی عمر 61 سال تھی۔دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنے چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ان کی تدفین لاہور میں ہانڈو گجر قبرستان میں ہوئی ہے۔بچوں کو خاص طور پر تربیتی کلاسز میں حصہ لینے کی تاکید کرتے۔نیک انسان تھے، اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا۔اہلیہ بتاتی ہیں کہ اس سے قبل جب حالات خراب ہوئے تو انہوں نے مجھے کہا کہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو میرے بچوں کو احمدیت اور خلافت سے منسلک رکھنا۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ان کی دعائیں اور خواہشات اپنی اولاد کے حق میں پوری فرمائے۔

عرفان احمد ناصر صاحب شہید ابن مکرم عبدالمالک صاحب۔شہید مرحوم کے دادا میاں دین محمد صاحب نے 1934ء میں بیعت کی تھی۔ بدوملہی ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔ان کی پڑنانی محترمہ حسین بی بی صاحبہ حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی صاحبزادی امۃ القیوم کی رضاعی والدہ تھیں۔شہید مرحوم کے والد مکرم عبدالمالک صاحب کو نمائندہ الفضل، نمائندہ تشحیذ و خالد برائے لاہور اور سیکرٹری تعلیم القرآن اور سیکرٹری وصایا ضلع لاہور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بوقتِ شہادت شہید کی عمر 31 سال تھی اور مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور منتظم اشاعت خدمات سرانجام دے رہے تھے۔موصوف نے دارالذکر میں شہادت پائی۔ان کے بھائی بتاتے ہیں کہ ان کی ڈیوٹی عموماً ٹریفک کنٹرول پر ہوتی تھی۔اس حوالے سے غالباً امکان یہی ہے کہ یہ سب سے پہلے شہید یا پہلے چند شہیدوں میں سے ہوں گے۔ نظامِ وصیت میں شامل تھے۔اطاعت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ کبھی کسی کام سے انکار نہیں کیا۔نہایت خدمت گزار تھے۔علاقے میں سماجی کارکن کے نام سے مشہور تھے۔

مکرم سجاد اظہر بھروانہ صاحب شہید ابن مکرم مہر اللہ یار بھروانہ صاحب۔ یہ محمد اسلم بھروانہ صاحب شہید کے بھانجے تھے اور یہ بھی ضلع جھنگ کے رہنے والے تھے اور ریلوے میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر کلرک کی پوسٹ پر ملازمت کر رہے تھے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 30 سال تھی۔خدام الاحمدیہ کے بہت ہی فعال اور ذمہ دار رکن تھے۔ان کو متعدد تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملتی رہی۔شہید مرحوم نے دارالذکر میں شہادت پائی اور نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ ہمیشہ خدمتِ دین کا موقع تلاش کرتے رہے اور ہر آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔بہت مخلص احمدی تھے۔آخری وقت تک فون پر معتمد صاحب ضلع شہباز احمد کو وقوعہ کے بارے میں اطلاع دیتے رہے اور اطلاع دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ایک خادم شعیب نعیم صاحب نے بتایا کہ سجاد صاحب آئے اور مجھے کہتے ہیں کہ مجھے آج یہاں ڈیوٹی دینے دیں۔میرا یہ دارالذکر میں آخری جمعہ ہے اس کے بعد میں نے گاؤں چلے جانا ہے۔چنانچہ میری جگہ انہوں نے ڈیوٹی دی اور اس ڈیوٹی کے دوران شہید ہو گئے۔گاؤں تو نہیں گئے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ لے گیا جہاں ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے۔بہت خدمت گزار تھے۔اپنی ملازمت کے فوراً بعد جماعتی دفتر میں تشریف لے آتے تھے اور رات گیارہ بارہ بجے تک وہیں کام کرتے تھے۔شہید مرحوم کی اہلیہ نے بتایا کہ ایک ہفتہ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ سجاد زخمی حالت میں گھر آئے ہیں اور کہا ہے کہ میرے پیٹ میں شدید تکلیف ہے۔میں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو خون بہہ رہا تھا۔اور شہید مرحوم کے پیٹ میں گولیاں لگی ہوئی تھیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

مسعود احمد اختر باجوہ صاحب شہید ابن مکرم محمد حیات باجوہ صاحب۔شہید مرحوم کے والد صاحب 7R / 191 ضلع بہاولنگر کے رہنے والے تھے۔ پیچھے سے یہ سیالکوٹ کے تھے۔ان کے والد صاحب اپنے خاندان میں احمدیت کا باثمر پودا لگانے والے تھے۔ان کی وجہ سے ان کے خاندان میں احمدیت آئی۔انہوں نے حضرت مولوی عبداللہ باجوہ صاحب آف کھیوہ باجوہ کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔آپ کے ایک بھائی چک میں صدر جماعت ہیں۔آپ نے بہاولنگر سے تعلیم حاصل کی، پھر ربوہ سے پڑھے واپڈا کے ریٹائرڈ افسر تھے۔1975ء سے لے کر 2000ء تک ملازمت کے سلسلہ میں کوئٹہ رہے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔2001ء میں لاہور شفٹ ہوئے۔مجلس انصار اللہ کے محنتی اور فعال ممبر تھے۔زعیم انصار اللہ اور امیر حلقہ دارالذکر تھے۔معاون سیکرٹری اصلاح وارشاد و اشاعت ضلع اور سیکرٹری تعلیم القرآن حلقہ دارالذکر بھی تھے۔شہادت کے وقت آپ کی عمر 72 سال تھی۔ آپ نے دارالذکر میں شہادت پائی۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ان کے بیٹے ڈاکٹر حامد صاحب امریکہ میں ہوتے ہیں انہوں نے بتایا کہ میں نے گرین کارڈ کے لئے اپلائی کرنا تھا مگر بوجوہ نہیں کر سکا۔تو میرے والد نے مجھے ایک ہزار ڈالر بھجوائے اور کہا کہ فوراً گرین کارڈ کے لئے اپلائی کرو جلدی میں پاکستان آنا پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اپلائی کر دیا اور پچیس دنوں میں ہی گرین کارڈ مل گیا۔عموماً کہتے ہیں کہ چھ ماہ لگتے ہیں۔اور اس طرح وہ والد کی شہادت پر پاکستان پہنچ بھی گئے۔ان کے بارے میں معلوم ہوا کہ شہادت سے پہلے جو زخم آنے سے خون بہہ رہا تھا تو ایک پڑوسی میاں محمود احمد صاحب کو کہا کہ میں گیا۔میرے بچوں کا خیال رکھنا۔انہوں نے کپڑا اپھاڑ کر ان کے زخم کو باندھا۔لوگوں کو آخر وقت تک سنبھالتے رہے۔ایک نوجوان بچے کو سارے عرصے میں پکڑ کر اس کی حفاظت کی خاطر اپنے پیچھے رکھا کہ اس کو نہ گولی لگ جائے۔سب کا خیال کرتے رہے اور دعا کی تلقین کرتے رہے۔ خود بھی درود شریف پڑھتے رہے اور اپنے پڑوسی میاں محمود صاحب کو بھی تلقین کرتے رہے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ ہر بندے سے بے غرض تعلق تھا۔ جمعہ سے پہلے پڑوسیوں کو جمعہ کے لئے نکالتے اور ہر کسی سے گرمجوشی کے ساتھ ملتے اور طبیعت مزاحیہ بھی تھی ہر ایک کی دلجوئی فرماتے۔مسعود صاحب کی آخری خواہش تھی کہ میرا بیٹا مربی بن جائے جو کہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں اس سال درجہ خامسہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔قناعت پسند تھے، چھوٹا سا گھر تھا لیکن بڑے خوش تھے۔میرے خطبات جو ہیں بڑے غور سے سنتے تھے اور سنواتے تھے۔اسی طرح مرکزی نمائندگان اور بزرگانِ سلسلہ کے بارے میں ان کی خواہش ہوتی تھی کہ ان کے گھر آئیں اور ان کو خدمت کا موقع ملے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی تمام دعائیں اور نیک خواہشات جو اپنے بچوں کے لئے اور واقفِ زندگی بچے کے لئے تھیں، ان کو بھی پورا فرمائے۔اور اس واقفِ زندگی بچے کو وقف کا حق نبھانے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

محمد آصف فاروق صاحب شہید ابن مکرم لیاقت علی صاحب۔ان کے والد صاحب نے 1994ء میں بیعت کی تھی۔1994ء میں ایک آدمی ان کے والد صاحب کو مکرم مولانا مبشر کاہلوں صاحب کے پاس لے گیا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی سوال پوچھیں تو انہوں نے کہا میرا کوئی سوال نہیں بس بیعت کرنا چاہتا ہوں۔تو یہ ہے نیک فطرتوں کا ردّعمل۔ جب بات سمجھ آ جاتی ہے تو کوئی سوال نہیں۔جس پر اس کے بعد پھر پوری فیملی نے بیعت کر لی۔ بوقتِ شہادت موصوف کی عمر 30 سال تھی۔ انہوں نے بی اے ماس کمیونیکیشن (Mass Communication) میں کیا ہوا تھا۔خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رکن تھے۔mta لاہور کے بڑے فعال کارکن تھے۔سمعی بصری شعبہ میں خدمت سرانجام دے رہے تھے۔موصی تھے۔ دارالذکر میں انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ یہ شہید بھی دہشت گردوں کے حملے کے دوران mta کے لئے ریکارڈنگ کرنے کے لئے نکل پڑے اور اسی سلسلے میں اوپر کی منزل سے اتر رہے تھے کہ دہشت گرد کی گولی سے شہید ہو گئے۔پچھلے تین سال مسلسل دارالذکر رہ کر کام کیا۔شہادت سے ایک دن قبل اپنی ملازمت سے رخصت لی اور جمعہ کے لئے صبح گھر آئے اور کہا کہ میں آج سارے کام ختم کر آیا ہوں۔اور کہا کرتے تھے کہ میرا جینا اور مرنا یہیں دارالذکر میں ہے۔ والد، والدہ اور بھائی نے کہا کہ شہادت ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔خدا کرے کہ یہ خون جماعت کی آبیاری کا باعث ہو۔ یہ ان کے جذبات ہیں۔شہید بڑے نیک فطرت اور ہمدرد انسان تھے۔ان کے تین ہی ٹھکانے تھے۔ یا دفتر یا دارالذکر یا گھر۔کبھی غصہ نہیں آتا تھا۔ایک دفعہ ان کی والدہ نے پوچھا تمہیں بیٹا غصہ نہیں آتا؟ انہوں نے کہا ہم جیسے کام کرنے والوں کو کبھی غصہ نہیں آتا۔ والد صاحب نے بتایا کہ چند سال پہلے خواب میں دیکھا کہ کسی نے میرے دل پر گولی چلائی ہے، جس کی تعبیر میں نے اپنے اوپر لاگو کی۔لیکن جب میرا بیٹا شہید ہوا تو پتہ لگا کہ اس کی تعبیر یہ تھی۔ان کی شہادت کے چند دن بعد 5 جون کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اہلیہ کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک، صالح اور خادمِ دین بنائے اور وہ لمبی عمر پانے والے ہوں۔

شیخ شمیم احمد صاحب شہید ابن مکرم شیخ نعیم احمد صاحب۔شہید مرحوم حضرت محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پوتے تھے۔اور حضرت کریم بخش صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پڑپوتے تھے۔شہید مرحوم کے دادا مکرم شیخ محمد حسین صاحب حلقہ سلطان پورہ کے چالیس سال تک صدر رہے۔ان کے دور میں ہی وہاں مسجد تعمیر ہوئی۔شہید اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔اور گھر کے واحد کفیل تھے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 38 سال تھی۔ بینک ''الفلاح'' میں ملازمت کرتے تھے۔خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رکن تھے۔آڈیٹر حلقہ الطاف پارک کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔مالی خدمات میں پیش پیش تھے۔اخلاق میں بہت اعلیٰ تھے۔ ہمیشہ پیار اور محبت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ ہر کام بڑی سمجھداری سے کرتے تھے۔ان کے دفتر کے لوگ جو غیر از جماعت تھے، افسوس کرنے آئے تو انہوں نے بتایا کہ ہر وقت ہنستے رہتے تھے اور ہنساتے رہتے تھے۔ والدہ بیمار تھیں تو ساری ساری رات جاگ کر خدمت کی۔ والد بیمار ہوئے تو ساری ساری رات جاگ کر انہیں سنبھالا۔ انہوں نے گھر کے باہر مین گیٹ کے اوپر کلمہ طیبہ لکھوایا ہوا تھا۔مسجد میں جب واقعہ ہوا تھا تو پونے دو بجے اپنے

کزن کوفون کیا اور واقعہ کی تفصیل بتائی۔لوگوں نے بعد میں بتایا کہ امیر صاحب کے آگے کھڑے رہے۔دہشتگرد نے ان سے کہا کہ تیرے پیچھے کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میری بیوی، میرے بچے اور میرا خدا۔تو دہشتگرد نے کہا کہ چل پھر اپنے خدا کے پاس اور گولیاں برسا دیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ان کی والدہ کہتی ہیں میرا بیٹا بہت پیارا تھا۔میرا بڑا خیال رکھتا تھا۔ ہر خوبی کا مالک تھا، ہر کسی کے کام آتا تھا۔اہلیہ نے بتایا کہ میرے خسر بیان کرتے ہیں کہ ان کے بچے فوت ہو جاتے تھے اور ان کو ایک وقت میں اللہ تعالیٰ سے شکوہ ہو گیا کہ بچے کیوں نہیں دیتا تو الفضل میں ایک خاتون کی تحریر پڑھی کہ جب اللہ مجھے بچے دے گا تو میں تحریکِ جدید کا چندہ ادا کروں گی۔تو کہتے ہیں یہ پڑھ کر انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں آج سے ہی تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کا چندہ شروع کرتا ہوں تُو مجھے بیٹا عطا کر، جس پر میرے خاوند کی پیدائش ہوئی تھی۔ان کی اہلیہ کہتی ہیں ان کی زندگی چندوں ہی کی مرہونِ منت ہے۔شہید مرحوم نے کچھ عرصہ پہلے خود اپنا ایک خواب سنایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے بچے مجھے دے دو جس پر آپ نے تمام بچوں کو وقف کر دیا جو وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

محمد شاہد صاحب شہید ابن مکرم محمد شفیع صاحب۔شہید مرحوم کے دادا مکرم فیروز دین صاحب 1935ء میں احمدی ہوئے۔ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے۔ بوقتِ شہادت موصوف کی عمر 28 سال تھی۔اور خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال ممبر تھے۔دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ جمعہ کے وقت محراب کے ساتھ امیر صاحب کے قریب ان کی ڈیوٹی تھی۔اپنی ڈیوٹی پر کھڑے تھے۔والد صاحب اور دوستوں کو شہادت سے قبل فون کر کے کہا کہ میں ان دہشتگردوں کو پکڑنے کی کوشش کروں گا۔ چہرے پر ناخن لگنے کے نشان تھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی کے ساتھ لڑائی ہوئی ہو۔شہادت سے چند دن قبل دوستوں سے کہا کہ میرے ساتھ اگر کسی کا لین دین ہو تو مکمل کر لیں۔سگریٹ نوشی کی ان کو بری عادت تھی وہ بھی کئی مہینے پہلے چھوڑ دی تھی۔اور آخری بات بھائی کے ساتھ ہوئی، بڑی دھیمی آواز میں کہا کہ امی کو نہ بتانا وہ پریشان ہوں گی۔نمازوں کے پابند تھے۔ ہر جمعہ سے قبل صدقہ دینا معمول تھا اور اب بھی جب جمعہ پڑھنے ڈیوٹی پر مسجد میں آئے ہیں تو ان کی جیب میں سے اس تاریخ کی بھی 50 روپے صدقہ کی رسید نکلی۔علاقے کے چوکیدار نے رو رو کر بتایا کہ ہمیشہ مجھے جھک کر سلام کیا کرتے تھے۔ دونوں بھائی اکٹھے ہی ایک دکان کرتے تھے۔چھوٹے بھائی نے ان کو کہا کہ آج مجھے جمعہ پر جانے دو۔تو انہوں نے کہا نہیں اس دفعہ مجھے جانے دو، اگلی دفعہ تم چلے جانا۔ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔والدین جب بھی شادی کے لئے کہتے تو کہتے پہلے چھوٹی بہن کی شادی کر لوں۔اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لپیٹے۔

پروفیسر عبدالودود صاحب شہید ابن مکرم عبدالمجید صاحب۔ یہ حضرت شیخ عبدالحمید صاحب شملوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔اور گورنمنٹ کالج باغبان پورہ لاہور میں انگلش کے پروفیسر تھے۔ جماعتی خدمات میں فعال تھے۔ان کی اہلیہ بھی اپنے حلقہ کی صدر لجنہ اماء اللہ ہیں۔خلافت جوبلی کے موقع پر ان کی کوششوں سے حلقہ میں بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ بڑے حلیم طبع، ملنسار اور نفیس طبیعت کے مالک تھے۔کلمہ کیس میں اسیرِ راہِ مولیٰ بھی رہے۔سات سال مقدمہ چلتا رہا۔شہادت کے وقت ان کی عمر 55 سال تھی۔ انگلش کے پروفیسر تھے۔ایل ایل بی بھی کیا ہوا تھا۔موصوف مجلس انصاراللہ کے انتہائی محنتی اور مخلص کارکن تھے۔ نائب زعیم انصاراللہ لاہور چھاؤنی تھے۔خدام الاحمدیہ میں بھی کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ صدر حلقہ مصطفیٰ آباد بھی خدمت انجام دی۔موصی تھے اور دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔شہید موصوف دہشتگردوں کی فائرنگ کے دوران مربی ہاؤس کی طرف جا رہے تھے کہ ایک دہشتگرد نے سامنے سے گولی چلائی اور موصوف مربی ہاؤس کے دروازے پر شہید ہو گئے۔ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت محبت کرنے والے اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔کہتی ہیں کہ شادی کے 23 سالوں میں میرے خاوند نے کبھی کوئی ترش لفظ نہیں بولا۔بچوں سے دو معاملوں میں سختی کرتے تھے۔نماز کے معاملے میں اور گھر میں جاری ترجمۃ القرآن کلاس میں شرکت کے بارے میں۔اور ترجمہ قرآن کی کلاس جو لیتے تھے اس میں تقریباً سترہ سپارے پڑھ لئے تھے۔کہتی ہیں حدیث کا بھی گھر میں باقاعدہ درس ہوتا تھا۔چھوٹی عمر سے ہی بحیثیت عہدیدار کے خدمت کا موقع ملتا رہا۔کام کرنے کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔عملی کام کے قائل تھے۔ بڑے بھائیوں نے بتایا کہ بھائیوں سے دوستانہ تعلقات تھے۔ بھائیوں میں ہر کام اتفاق رائے سے ہوتا۔کبھی کوئی مشکل پیش آتی تو شہید مرحوم کے مشورے سے مستفید ہوتے۔ چھوٹے بھائی کا مکان بن رہا تھا۔سب بھائیوں نے قرض کے طور پر اس کو رقم دینے کا فیصلہ کیا اور مرحوم نے اپنے حصہ کی رقم سب سے پہلے ادا کی۔اور شہید مرحوم ہم بھائیوں سے کہا کرتے تھے کہ جہاں بھی کوئی ضرورت مند ہو اس کی مدد کر کے مجھ سے رقم لے لیا کرو۔اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں ان کی نسلوں میں بھی جاری رکھے۔

ولید احمد صاحب شہید ابن مکرم چوہدری محمد منور صاحب۔شہید مرحوم کے دادا مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب سابق صدر جماعت محراب پور سندھ نے 1952ء میں احمدیت قبول کی تھی۔10 اپریل 1984ء کو محراب پور میں ہی ان کے دادا نے جامِ شہادت نوش کیا۔اسی طرح شہید مرحوم کے نانا مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب سابق امیر جماعت نوابشاہ سندھ کو 7 اپریل 1985ء کو معاندین احمدیت نے شہید کر دیا۔ان کے والد صدر عمومی ربوہ کے دفتر میں اعزازی کارکن ہیں۔شہادت کے وقت عزیز شہید کی عمر ساڑھے سترہ سال تھی اور میڈیکل کالج کے فرسٹ ائیر میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔وقفِ نو سکیم میں شامل تھا۔موصی بھی تھا۔اس کی شہادت بھی دارالذکر میں ہوئی ہے۔اور لاہور کا جو سانحہ ہوا ہے اس میں سب سے کم عمر یہ عزیز بچہ ہے۔شہادت والے دن موصوف جمعہ کی ادائیگی کے لئے کالج سے سیدھے اپنے دوسرے احمدی ساتھی طالبعلموں سے پہلے دارالذکر پہنچ گئے۔سانحہ کے دوران موبائل پر رابطہ ہوا تو انہوں نے بتایا کہ میری ٹانگ میں گولی لگی ہے اور متعدد شہیدوں کی لاشیں میرے سامنے پڑی نظر آ رہی ہیں۔دعا کریں خدا تعالیٰ فضل فرمائے۔انہوں نے ایف ایس سی ربوہ سے کی تھی۔لاہور میں داخلہ ہوا۔جب آخری بار ربوہ سے لاہور گئے تو اپنے ساتھی خدام دوستوں سے باری باری گھر جا کر ملے اور سب سے کہا مجھے مل لیں میرا کیا پتہ کہ میں شہید ہو جاؤں۔شہید مرحوم پنج وقتہ نمازی تھے۔فرمانبردار تھے، سلجھے ہوئے تھے۔راستے میں آتے جاتے آنے والے ساتھیوں کو اپنے دوستوں کو مسجد میں لے کر جایا کرتے تھے۔کم گو اور ذہین نوجوان تھے۔اپنی تین بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔شہادت کے ضمن میں شہید مرحوم کے بچپن کی سیکرٹری وقفِ نو نے بتایا کہ عزیزم ولید احمد کے بچپن کا ایک واقعہ ہے جب اس کی عمر گیارہ سال کی تھی تو ایک دن میں نے دورانِ کلاس سب وقفِ نو بچوں سے فرداً فرداً پوچھا کہ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ جب عزیزم ولید کی باری آئی تو کہنے لگا کہ میں بڑا ہو کر اپنے دادا جان کی طرح شہید بنوں گا۔

شہید مرحوم کی اپنی تعلیمی ادارے میں مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شہادت کے بعد تدفین والے دن اس کے اساتذہ اور طلباء نے ایک ہی دن میں تین دفعہ تعزیتی تقریب منعقد کی جس میں شامل ہونے والے اکثر غیر از جماعت طالب علم تھے۔شہید مرحوم کے استاد نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ ہم ٹیچر اور ہمارے طالب علم تدفین میں شامل ہونے کے لئے ربوہ آنے کا پروگرام بنا چکے تھے کہ تمام طالب علم بلک بلک کر زار و قطار رونے لگے اور خدشہ پیدا ہوا کہ یہی حال رہا تو ربوہ جا کر ولید کا چہرہ دیکھ کر غم کی شدت سے بالکل بے حال نہ ہو جائیں اس لئے ہم نے مجبوراً یہ پروگرام ملتوی کر دیا اور کسی اور وقت آئیں گے۔اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول فرماتے ہوئے ہزاروں لاکھوں ولید جماعت کو عطا فرمائے۔

محمد انور صاحب شہید ابن مکرم محمد خان صاحب۔ان کا تعلق شیخوپورہ سے تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورِ خلافت میں انہوں نے بیعت کی۔ابتدائی عمر میں فوج میں بھرتی ہو گئے۔دس سال قبل ریٹائرڈ ہوئے تھے اور ساتھ ہی بیتِ نور ماڈل ٹاؤن میں بطور سکیورٹی گارڈ خدمت کا آغاز کیا اور تا وقتِ شہادت اس فریضے کو احسن رنگ میں انجام دیا۔شہادت کے وقت ان کی عمر 45 سال تھی۔مجلس ماڈل ٹاؤن میں ہی انہوں نے (جیسا کہ وہاں سکیورٹی گارڈ تھے) شہادت پائی۔موصی تھے۔اس واقعہ میں ان کا بیٹا عطاء الحئی بھی شدید زخمی ہوا جو ہسپتال میں ہے۔شہید مرحوم بحیثیت سکیورٹی گارڈ بیتِ نور کے مین گیٹ پر ڈیوٹی کر رہے تھے کہ دہشتگرد کو دور سے آتے دیکھا تو اپنے ساتھ کھڑے ایک خادم کو کہا کہ یہ آدمی مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا۔تو خادم نے کہا کہ آپ کو تو یوں ہی ہر ایک پر شک ہو رہا ہوتا ہے۔انہوں نے کہا نہیں، میں فوجی ہوں میں اس کی چال ڈھال سے پہچانتا ہوں۔بہرحال اسی وقت دہشتگرد قریب آیا اور اس نے فائرنگ شروع کر دی۔انہوں نے بھی مقابلہ کیا۔ایک خادم نے ان کو کہا کہ گیٹ کے اندر آ جائیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں، شیروں کا کام پیچھے ہٹنا نہیں۔اور ساتھ ہی جوان کے پاس ہتھیار تھا اس سے فائرنگ کی۔دہشتگرد زخمی ہو گیا۔لیکن پھر دوسرے دہشتگرد نے گولیوں کی ایک بوچھاڑ ماری جس سے وہیں موقع پر شہید ہو گئے۔بڑے خدمتِ دین کرنے والے تھے۔کبھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔مسجد کے غسل خانے خود صاف کرتے، جھاڑو دیتے۔اور جب مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی تو چوبیس چوبیس گھنٹے مسلسل وہیں رہے ہیں۔والدین کی بھی ہر ممکن خدمت کرتے۔ان کی اہلیہ کہتی ہیں تہجد میں پہلے باقاعدگی نہیں تھی۔ایک ماہ سے مسلسل تہجد پڑھ رہے تھے۔اور بچوں سے پہلا سوال یہی ہوتا تھا کہ نماز کی ادائیگی کی ہے یا نہیں اور قرآنِ کریم پڑھا ہے کہ نہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ملک انصار الحق صاحب شہید ابن مکرم ملک انوار الحق صاحب۔یہ بھی قادیان کے ساتھ فیض اللہ گاؤں ہے وہاں کے رہنے والے ہیں۔اور پاکستانی آرمی کے ایک ڈپو میں سٹور کیپر تھے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 63 برس تھی۔مسجد دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ساڑھے آٹھ بجے یہ نیا سوٹ پہن کر کسی کام سے نکلے اور وہیں سے نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے دارالذکر میں چلے گئے۔انہوں نے کبھی بھی نمازِ جمعہ نہیں چھوڑی تھی۔سامنے ہی کرسی پر بیٹھے تھے۔گرینیڈ پھٹنے سے زخمی ہو گئے اور اس طرح جسم میں مختلف جگہوں پر پانچ گولیاں لگیں۔زخمی حالت میں میو ہسپتال لے گئے جہاں پہنچ کر شہید ہو گئے۔ان کی بہو بتاتی ہیں کہ میرے ماموں بھی تھے اور خسر بھی۔وہ شہادت کے قابل تھے۔دل کے صاف تھے، عاجزی بہت زیادہ تھی۔کبھی کسی سے لڑائی نہیں چاہتے تھے، ہمیشہ صلح میں پہل کرنے والے تھے۔ان کی صرف معمولی تنخواہ تھی۔جو پنشن ملتی تھی اس سے لوگوں کا راشن وغیرہ لگایا ہوا تھا۔ جماعت سے انتہائی طور پر وابستہ تھے اور خلافت سے بہت محبت کرتے تھے۔ ماں باپ کی خدمت کرنے والے تھے۔اسی وجہ سے ملازمت کی مدت پوری ہونے سے قبل ہی ریٹائرمنٹ لے لی اور خدمت کے لئے آ گئے۔ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ عادت کے اتنے اچھے تھے کہ اگر اپنا اور اپنے بچوں کا قصور نہ بھی ہوتا تو رشتے داروں کے ساتھ صلح کے لئے بچوں سے بھی معافی منگواتے تھے۔خود بھی معافی مانگ لیتے تھے۔شہادت سے دو مہینے قبل اپنے خاندان کو بعض مسائل کے حوالے سے پانچ صفحات کا نصیحت آمیز خط لکھا اور اس میں

اپنے بچوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ میں اپنے بچوں سے بھی معافی مانگتا ہوں کہ اس وجہ سے میں تم سے معافی منگواتا تھا اگر چہ مجھے پتہ بھی ہوتا تھا کہ تمہاری غلطی نہیں ہے۔شہادت کے بعد کچھ لوگ ملنے آئے تو کہتے ہیں کہ انہوں نے تو ہمارا راشن لگایا ہوا تھا۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناصر محمود خان صاحب شہید ابن مکرم محمد عارف نسیم صاحب۔شہید مرحوم کے والد محمد عارف نسیم صاحب نے 1968ء میں بیعت کی تھی۔ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ پارٹیشن کے بعد یہ رائے ونڈ آ گئے۔ پھر لاہور میں سیٹ ہو گئے۔شہید مرحوم خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال کارکن تھے۔ پرنٹنگ پریس ایجنسی کا کام کرتے تھے۔ ان کے والد بھی بطور سیکرٹری زراعت اور والدہ بطور جنرل سیکرٹری ضلع لاہور خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔خود یہ بطور ناظم عمومی اور نائب قائد اول حلقہ فیصل ٹاؤن خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ناظم عمومی بھی تھے اور نائب قائد اول بھی تھے۔ نظامِ وصیت میں شامل تھے۔دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 39 سال تھی۔شہید مرحوم کے بھائی مکرم عامر مشہود صاحب بتاتے ہیں کہ دارالذکر میں جب دہشتگردوں نے حملہ کیا تو میں ہال کے اندر تھا اور بھائی باہر سیڑھیوں کے پاس تھے۔دورانِ حملہ میری ان سے فون پہ بات ہوئی اور بھائی نے بتایا کہ میں محفوظ ہوں سیڑھیوں کے نیچے کافی لوگ موجود تھے۔دہشت گرد نے ان کی طرف گرینیڈ پھینکا تو بھائی نے گرینیڈ اٹھا کر واپس پھینکنا چاہا۔ یہ وہی نوجوان ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ پر گرینیڈ لے لیا تا کہ دوسرے زخمی نہ ہوں یا ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔لیکن اسی دوران گرینیڈ ان کے ہاتھ میں پھٹ گیا اور وہیں ان کی شہادت ہو گئی۔ دوسروں کو بچاتے ہوئے شہید ہوئے۔شہید مرحوم نے گھر میں سب سے پہلے وصیت کی تھی اور گھر کے سارے کام خود سنبھالتے تھے۔رابطہ اور تعلق بنانے میں بڑے ماہر تھے۔ کہتے ہیں ان کی شہادت پر غیر از جماعت دوست بھی بہت زیادہ ملنے آئے۔ بھائی نے بتایا کہ جب ہم نے کار خریدی تو عید وغیرہ پر جاتے ہوئے پہلے ان لوگوں کو مسجد پہنچاتے تھے جن کے پاس کوئی سواری نہ ہوتی تھی اور دوسرے چکر میں ہم سب گھر والوں کو مسجد لے کر جاتے تھے۔ شہادت سے ایک ہفتہ قبل خود خواب دیکھا۔خواب میں مجھے دیکھا کہ مَیں نے ان کی کمر پر تھپکی دی اور کہا کہ فکر نہ کرو سب اچھا ہو جائے گا۔ اللہ کرے کہ یہ قربانیاں جماعت کے لئے مزید فتوحات کا پیش خیمہ ہوں۔اللہ تعالیٰ جماعت کو خوشیاں دکھائے۔

عمیر احمد ملک صاحب شہید ابن ملک عبدالرحیم صاحب۔حضرت حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام شہید مرحوم کے پردادا تھے۔ یہ لوگ قادیان کے قریب فیض اللہ چک کے رہنے والے تھے۔ان کے دادا ملک حبیب الرحمٰن صاحب جامعہ احمدیہ میں انگلش پڑھانے کے علاوہ سکول اور کالج وغیرہ میں بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ٹی آئی سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ گولڈ کوسٹ، شہید مرحوم کے والد مکرم عبدالرحیم صاحب کے تایا تھے۔شہید مرحوم خدام الاحمدیہ کے بہت ہی فعال رکن تھے۔ سات سال سے ناظم اشاعت ضلع لاہور کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔اور AACP جو جماعت کی کمپیوٹر پروفیشنلز کی ایسوسی ایشن ہے، اس کے آڈیٹر رہے۔تین سال سے یہ لاہور چیپٹر کے صدر بھی تھے ۔نیز ان کی والدہ بھی بطور صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ فیصل ٹاؤن خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ نظامِ وصیت میں شامل تھے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 36 سال تھی۔ مسجد ماڈل ٹاؤن میں گولیاں لگیں، زخمی حالت میں جناح ہسپتال پہنچ کر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ جمعہ کے روز خلافِ معمول نیا سفید جوڑا پہن کر گھر سے نکلے اور والد صاحب نے کہا کہ آج بڑے خوبصورت لگ رہے ہو۔ دفتر کے ملازم نے بھی یہی کہا۔مسجد بیت نور میں خلافِ معمول پہلی صف میں بیٹھے۔ دہشت گرد کی گولی لگنے سے ہال کے اندر دوسری صف میں الٹے لیٹے رہے۔فون پر اپنے والد سے باتیں کرتے رہے۔ وہ بھی وہیں تھے اور کہا کہ اللہ حافظ، مَیں جا رہا ہوں اور مجھے معاف کر دیں۔ اپنے بھائی کے بارے میں پوچھا اور پانی مانگا۔ڈائس سے اٹھا کر ایک کارکن نے ان کو پانی دیا۔آواز بہت ضعیف اور کمزور ہو گئی تھی۔ بہر حال ایمبولینس کے ذریعے ان کو ہسپتال لے جایا گیا۔ بلڈ پریشر بھی نیچے گرتا چلا جا رہا تھا۔ جب ہسپتال پہنچے ہیں تو وہاں والدہ کو آنکھیں کھول کر دیکھا اور والدہ سے پانی مانگا۔ والدہ جب چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھیں تو ان کی انگلی پر کاٹا صرف یہ بتانے کے لئے کہ میں زندہ ہوں اور پریشان نہ ہوں۔ اندرونی کوئی انجری (Injury) تھی جس کی وجہ سے بلیڈنگ ہو رہی تھی۔اور آپریشن کے دوران ہی ان کو شہادت کا رتبہ ملا۔ان کے اچھے تعلقات تھے۔ واپڈا کے کنٹریکٹر تھے، کنسٹرکشن کے ٹھیکے لیتے تھے۔خدمتِ خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا شہادت پر آنے والے لوگوں نے بتایا کہ عمیر کا معیار بہت اچھا تھا اور ان کے سامنے کوئی بھی چیز مسئلہ نہیں ہوتی تھی۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔اقبال عابد صاحب مربی سلسلہ عمیر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عمیر احمد ابن ملک عبدالرحیم صاحب دہشتگردانہ حملہ میں اللہ کے پاس چلا گیا۔ جب اس کو گولیاں لگی ہوئی تھیں تو اس عاجز کو فون کیا اور کہا مربی صاحب! خدا حافظ، خدا حافظ، خدا حافظ اور آواز بہت کمزور تھی۔ پوچھنے پر صرف اتنا بتایا کہ مسجد نور میں حملہ ہوا ہے اور مجھے گولیاں لگی ہوئی ہیں۔ گویا وہ خدا حافظ کہنے کے بعد، کہنا چاہتا تھا کہ ہم تو جا رہے ہیں لیکن احمدیت کی حفاظت کا بیڑا اب آپ کے سپرد ہے۔ ہمارے خون کی لاج رکھ لینا۔انشاء اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کی قربانی کی لاج پیچھے رہنے والا ہر احمدی رکھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔

سردار افتخار الغنی صاحب شہید ابن مکرم سردار عبدالشکور صاحب۔ یہ حضرت فیض علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پڑپوتے تھے۔حضرت فیض علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ افریقہ میں حضرت رحمت علی صاحب کے ہاتھ پر احمدی ہوئے۔افریقہ سے واپسی پر امرتسر کی بجائے قادیان میں ہی سیٹ ہو گئے۔شہید نظامِ وصیت میں شامل تھے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 43 سال تھی۔مسجد دارالذکر گڑھی شاہو میں شہادت پائی۔عموماً مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن میں جمعہ ادا کرتے تھے۔لیکن وقوعہ کے روز نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے اپنے دفتر سے (اپنے کام سے) مسجد دارالذکر چلے گئے۔شہادت سے قبل سردار عبدالباسط صاحب (جو ان کے ماموں ہیں) سے بھی فون پر بات ہوئی۔گھر میں بھی فون کرتے رہے اور یَا حَفِیْظُ یَا حَفِیْظُ کا ورد کرتے رہے۔ماموں کو بھی دعا کے لئے کہتے رہے کہ دعا کریں دہشتگردوں نے ہمیں گھیرا ڈالا ہوا ہے۔اہلیہ محترمہ کو پتہ چلا کہ مسجد پر حملہ ہوا ہے تو آپ کو فون کیا اور کہا کہ آپ جمعہ کے لئے نہ جائیں۔لیکن پتہ لگا کہ آپ تو دارالذکر میں موجود ہیں۔گھر میں بھی دعا کے لئے کہتے رہے اور ساڑھے تین بجے ایک دوست جو ملٹری میں ہے ان کو فون کر کے کہا کہ اس طرح کے حالات ہیں، پولیس تو کچھ نہیں کر رہی، تم لوگ مسجد میں لوگوں کی مدد کے لئے آؤ۔شہید ہونے تک دوسروں کو بچانے کی کوشش کرتے رہے۔اور انہوں نے موقع پاتے ہی بھاگ کر ایک دہشتگرد کو پکڑا تو دوسرے دہشتگرد نے فائرنگ کر دی۔جس دہشتگرد کو پکڑا تھا اس نے اپنی خودکش جیکٹ بلاسٹ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ پوری طرح نہیں بلاسٹ ہو سکی، دھماکا تھوڑا ہوا لیکن اس دھماکے سے شہید ہو گئے اور دہشتگرد شدید زخمی ہو گیا۔لوگ کہتے ہیں کہ یہ آسانی سے بچ سکتے تھے اگر یہ اس وقت ایک طرف ہو جاتے اور دہشتگرد پر نہ جھپٹتے۔شہید مرحوم کو خدمتِ خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا۔جب بھی کسی کو ضرورت پڑتی، خون کا عطیہ دے دیا کرتے۔ ہمیشہ اپنی تکلیف کے باوجود دوسروں کی مدد کرتے۔ رویّہ کے بہت اچھے تھے۔ان کی اہلیہ کہتی ہیں مجھے کبھی کسی دوست کی ضرورت نہیں پڑی۔اہلیہ کہتی ہیں مجھے کبھی کوئی محسوس نہیں ہوا کہ مجھے کوئی دوست یا سہیلی بنانی چاہئے۔گھر کے سارے کاموں میں میرا ہاتھ بٹاتے تھے۔یہاں تک کہ برتن بھی دھلوا دیتے تھے۔بڑی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔نیکی کو ہمیشہ چھپا کر رکھتے تھے۔استغفار اور درود شریف بہت پڑھتے تھے۔یوں لگتا تھا کہ انگلیوں میں تسبیح کر رہے ہیں۔بے لوث خدمت کرنے والے تھے، رحم دل تھے۔ ہر رشتے کے لحاظ سے وہ بہترین تھے اور بطور انسان بھی۔بچوں سے بھی دوستانہ تھے۔والدہ کے بہت خدمت گذار تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے جو پیچھے رہنے والے لواحقین ہیں ان کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلے سے اس صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔نیکیوں پر قائم رکھے۔

آئندہ انشاء اللہ باقی شہداء کا ذکر کروں گا۔ کیونکہ یہ بڑا لمبا ذکر چلے گا۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

☆☆☆

(باقی مضمون از صفحہ 9)

ہو کر اللہ کہتے ہیں تو اللہ اُن کو مل جاتا ہے۔اس مضمون کا فرق کیا ہے۔ یہ فرق اب یہاں بیان کیا جائے گا۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِي۔ان پکارنے والوں کا فرض ہے کہ میری بات بھی تو مان کریں۔ مجھے اس طرح نہ پکاریں جیسے نوکروں کو پکارا جاتا ہے۔جب ضرورت پیش آئے آواز دو وہ کہے گا حاضر سائیں۔ ایسے بندے جو میری باتوں کی طرف دھیان دیتے ہیں جو میری باتوں کے اوپر عمل کرتے ہیں وہ پہلے میرے بندے بنتے ہیں۔ پھر جب وہ پکاریں گے تو ان کو جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں رہتی جہاں بھی پکاریں گے (انی قریب) میں ان کے پاس ہوں گا۔ (خطبہ جمعہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اس قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی تقوتیں بڑھتی ہیں‘‘۔

آخری عشرہ کی اہمیت:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (رمضان) کے آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے خود بھی عبادت میں شب گزارتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے (بخاری)

پس اس وقت جو دنیا کے ابتر حالات ہیں ہم سب احمدیوں کا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے پیارے امام و آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات ہدایات اور پاکیزہ اور نصائح کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رمضان المبارک میں خدا کے حضور گڑگڑائیں اور اپنی سجدہ گاہوں کو تر کرلیں اور نوع انسانیت کی بقاء اور عالم اسلام و احمدیت کی ترقی کیلئے درد دل سے دعائیں کریں کہ مولیٰ کریم اپنا فضل فرمائے اور دنیا میں امن و شانتی قائم ہو اور یہ ابتلاؤں اور آزمائشوں کے دن جلد تر ختم ہوں اور حضرت مسیح موعود کی ساری پیشگوئیاں جلد از جلد پوری ہوں اور ساری دنیا میں اسلام و احمدیت کا بول بالا ہو۔ساری مخلوق خدا کی رسی میں بندھ جائے اور دنیا سے ظلم و جبر اور برائیوں کا خاتمہ ہو۔ساتھ ہی ہمیں یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اے اللہ ہماری خطاؤں کو معاف کر، ہمیں ہر بدی و گناہ، فسق و فجور سے محفوظ رکھ۔ہمیں اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کیلئے خصوصی دعائیں کرنی چاہئیں، ان مبارک ایام میں اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

رمضان المبارک اور عبادت الٰہی

مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور، استاذ جامعہ احمدیہ قادیان

گلستان روحانیت میں بہار آئی ہوئی ہے۔ ماہ رمضان المبارک شروع ہو چکا ہے، یہ رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ سب کو مبارک ہو۔ کتنے خوش نصیب اور خوش قسمت ہیں ہم تمام لوگ جن کی زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر یہ روحانی بہار عود کر آئی ہے۔ حدیث پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان المبارک کے بارہ میں فرمان ہے۔

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت (اور شان) والا مہینہ سایہ کرنیوالا ہے۔ ہاں ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو (ثواب وفضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ستر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

رمضان کی آمد پر آپؐ کا فرمان:

''سنو سنو ! تمہارے پاس رمضان کا مہینہ چلا آتا ہے۔ یہ مہینہ مبارک مہینہ ہے، جس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کر دیئے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک رات ہزار راتوں سے بہتر ہے جو اس کی برکات سے محروم رہا تو سمجھو کہ وہ نامراد رہا'' (نسائی کتاب الصوم)

اس میں شک نہیں کہ رمضان کے استقبال کیلئے آسمان پر بھی تیاریاں ہوتی ہیں اور جنت سجائی جاتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

''ماہ رمضان کے استقبال کے لئے یقیناً سارا سال جنت سجائی جاتی ہے اور جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ اس مہینے میں میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے'' (بیہقی شعب الایمان)

یاد رکھنا چاہئے اس ماہ مبارک کو ''سید الشھور''یعنی تمام مہینوں کا سردار بھی کہا گیا ہے۔ یہ بے شمار برکات وفضائل کا مہینہ ہے۔ چودہ سو برس سے لاکھوں کروڑوں صلحاء وابرار وائمہ ان برکات کا مشاہدہ کرتے آئے ہیں اور آج بھی بکثرت ایسے بزرگ موجود ہیں جنہیں ان ایام میں خصوصاً روحانی کیف نوازا جاتا ہے۔ ان کی دعائیں سنی جاتی ہیں ان پر انوار کے دروازے کھلتے ہیں۔ انہیں معارف سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔ وہ کشف رؤیا اور الہام کی نعمت سے سرفراز کئے جاتے ہیں اور انہیں خدا کی بقا نصیب ہوتی ہے۔

قیام رمضان:

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا: جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالتِ ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اُس روز تھا جب اس کی ماں نے اُسے جنا (نسائی کتاب الصوم)

قامَ کے لفظی معنے کھڑے ہونے کے ہیں اور مراد اس سے قیام لیل ہے یعنی رمضان کے مہینہ میں راتوں میں نوافل اور نماز تہجد کی ادائیگی۔

یوں بھی عام حالات میں نماز تہجد اور قیام الیل کا بہت ثواب بیان ہوا ہے۔ یہ قبولیت دُعا کا وقت ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گذر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر رات کو والے۔ آسمان پر آجاتا ہے اور فرماتا ہے میں بادشاہ ہوں کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے اور میں اُس کی دُعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اُسے دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ یوں اعلان فرماتا ہے کوئی دُعا کرنے والا ہے جس کی دُعا قبول کی جائے اور ہے کوئی مانگنے والا؟ کہ اُسے دیا جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ اس کی توبہ قبول ہو۔ (مسلم)

الغرض رات کی عبادت اور دعائیں خدا کے حضور بہت قبول ہیں۔

حضورؐ کی عبادت کا طریق مبارک:

حدیث میں آتا ہے کہ آپ ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے یہاں تک کہ پاؤں سوج جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ اے خدا کے رسولؐ کیا اللہ نے آپ کو معاف نہیں کر دیا پھر آپؐ کیوں اتنی تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: عائشہؓ! کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(بخاری)

آپؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آپؐ ساری رات کھڑے ہو کر نماز میں یہ آیت پڑھتے رہے۔

ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم:

کہ اے اللہ! اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے گا تو یقیناً یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو یقیناً تو بہت غالب اور حکمت والا ہے۔

(بخاری)

ماہ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ''رمضان میں تو آپؐ کمر ہمت کس لیتے تھے اور پوری کوشش اور محنت فرماتے تھے''۔ آپؐ کی اس عبادت کی کیفیت کا بھی ذکر ملتا ہے کہ راتوں کو عبادت کرتے ہوئے آپؐ کا سینہ خدا کے حضور گریاں وبریاں ہوتا۔ دل ابل ابل جاتا اور سینہ میں یوں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا کے اُبلنے سے گڑگڑ کی آواز آتی ہے۔

(شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ حضور صلعم رمضان المبارک اور رمضان کے علاوہ ایام میں گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔

اور تم اُن رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو (یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں) پھر اس کے بعد ایسی لمبی اور خوبصورت چار رکعات نماز اور ادا فرماتے تھے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے (یعنی کل گیارہ رکعات (بخاری)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ کو سوائے رمضان کے عام طور پر ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے نہیں دیکھا۔ (نسائی)

اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کو تم پر فرض کیا ہے اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنت قائم کر دی ہے۔

(نسائی)

اس لئے رمضان کی راتوں میں سحری کے وقت نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ خواہ دو چار ہی رکعات کیوں نہ پڑھیں۔ اصل سنت تو قیام اللیل کی حضرت عائشہؓ نے بیان کی ہے۔ تاہم تراویح کے علاوہ بھی نماز تہجد کے نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے کیونکہ رات کے آخری حصہ میں نوافل کی ادائیگی کرنا زیادہ افضل ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کیلئے خاص تحریک وترغیب دلایا کرتے تھے۔ بے شک آپ عزیمت کے طور پر اس کا حکم تو نہیں دیتے تھے تاہم تلقین وترغیب ضرور فرماتے تھے۔ (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح پڑھنے والے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ نماز تہجد جس سے تم سوجاتے ہو وہ ان تراویح سے افضل ہے۔ (بخاری)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تراویح اور تہجد دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہو تو بہرحال تہجد افضل ہے اسے اختیار کرنا چاہئے لیکن اگر کسی کو تہجد کے ساتھ تراویح میں بھی قرآن شریف سننے کی بھی توفیق ملتی ہے تو اس کی سعادت ہے کہ دوہرا ثواب حاصل کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

'' آنحضرت صلعم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے''۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶)

لقاء الٰہی رمضان کا سب سے اعلیٰ پھل:

روزہ رکھنے والے کی جزاء ہی خدا ہے۔ لقاء الٰہی اور دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ''تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک ہے۔ اور روزہ کی عبادت تو خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء دوں گا یا میں خود اس کا بدلہ ہوں''۔

(ترمذی)

دو خوشیاں:

فرمایا ''روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ملتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب وہ روزہ کی وجہ سے اپنے رب سے ملاقات کرے گا'' (بخاری)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا فرمان:

فرمایا: ''جو رمضان کا سب سے بلند مقصد اور سب سے اعلیٰ پھل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ مل جاتا ہے چنانچہ......اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اے رسول! یعنی رسول کا نام تو نہیں مگر مخاطب آپؐ ہی ہیں (واذا سالک عنی) جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں (عنی) میرے متعلق (فانی قریب) تو میں قریب ہوں۔

اس دعا میں جس کی طرف اشارہ ہے یہاں دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کا حوالہ نہیں۔ (واذا سالک عبادی عنی) یعنی جب میرے بندے مجھے ڈھونڈتے پھریں، مجھے چاہتے ہوں اور تجھ سے پوچھیں کہ کیسے ہم اپنے رب کو پالیں تو اس وقت یہ نہیں فرمایا فقل انی قریب) (تو ان سے کہہ دے ان اللہ قریب کہ اللہ قریب ہے یا میں قریب ہوں۔ فوری جواب ہے (فانی قریب قریب والا بعض دفعہ دوسرے کا حوالہ بھی نہیں دیتا۔ کسی دوسرے کو یہ نہیں بتائے گا کہ اس کو بتا دو کہ میں قریب ہوں۔ تو اس میں سوال کرنے والے کی نیت کے خلوص کا ذکر ہے۔

اگر واقعۃً کوئی اللہ کو چاہتا ہے تو اے رسولؐ جب وہ تجھ سے پوچھے گا میں اُس کو سن رہا ہوں گا۔ مجھے بتانے کیلئے اُس وقت تیرے حوالے کی ضرورت نہیں۔ (فانی قریب) میں تو ساتھ کھڑا ہوں، رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہوں لیکن اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان میں پکارنے والے کی دعوت کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ یعنی میرا شوق رکھتا ہو، دُنیا طلبی کی خاطر نہ میں یاد آؤں۔

فرمایا: یہ عجیب منظر ایک کھینچا گیا ہے (اذا دعان) جس رمضان میں آپ کو زیادہ دیکھنے کا موقع ملے گا۔ بہت ہی دل کش منظر ہے۔ کئی لوگ ہیں جنہوں نے زندگیاں وقف کر دیں۔ جنگلوں میں ڈھونڈتے پھرے۔ اللہ اللہ پکارتے پھرے اور پھر بھی ان کو اللہ نہیں ملا۔ کئی لوگ ہیں جو بعض دفعہ بے اختیار

(باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ یورپ مارچ و اپریل 2010ء کی مختصر رپورٹ

ہوٹل Med سے Turin کے لئے روانگی۔ کفن مسیح کی نمائش کے صدر اور پادریوں کی کونسل کے اہم رکن کی طرف سے استقبال اور خصوصی انتظامات کے تحت 'کفن مسیح' کی قریب سے زیارت کا اہتمام۔ کفن مسیح کا تعارف اور مختصر تاریخ۔ نمائش کے صدر اور ایک اور مستشرق سے ملاقات میں کفن مسیح کی زیارت، احمدیت کے تعارف، حضرت مسیح موعودؑ کی آمد جیسے اہم موضوعات پر گفتگو اور سوال و جواب، مذہبی مدرسے کی لائبریری کی سیر۔

صدر جماعت احمدیہ اٹلی کو لٹریچر کی ضروریات اور لائبریری کے قیام کے سلسلہ میں اہم ہدایات۔ عرب احمدیوں سے ملاقات

(اٹلی میں حضور انور کی مصروفیات کی چند جھلکیاں)

(رپورٹ: منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری)

چھٹی قسط

19/اپریل 2010ء

سوموار کے دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رہائش گاہ (Hotel Med) میں ساڑھے پانچ بجے نماز فجر پڑھائی۔ یہ اس جگہ قیام کا آخری دن تھا۔ یہاں سے Turin اور پھر وہاں سے اگلے دن سوئٹزرلینڈ روانگی کا پروگرام طے ہے۔ اپنے پیارے امام ہمام کے عشق میں مخمور احباب جماعت الوداعی زیارت اور دعا میں شمولیت کیلئے صبح سے ہی ہوٹل کے آس پاس اکٹھے ہونے شروع ہو گئے تھے۔

جماعت اٹلی سے الوداعی ملاقات

ہوٹل کے باہر کچھ لجنہ و ناصرات اور چھوٹے بچے اور بچیاں ایک طرف قطاروں میں کھڑے ہو کر نظمیں پڑھ رہے تھے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ انہیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی میزبانی، دیدار اور قربت کا شرف نصیب ہوا۔ لیکن ساتھ ہی ان میں سے اکثر چہرے غم جدائی کے تصور سے مرجھائے ہوئے بھی نظر آتے تھے کہ "جانے پھر کب آویں یہ دن اور یہ بہار"۔ بہرحال سبھی فرقت کے لمحات قریب تر آنے کی وجہ سے افسردہ خیالات اور سوچوں میں ڈوبے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ اللہ ان کے اس محبت و اخلاص پر اپنی قدر کی نگاہیں ڈالتے ہوئے انہیں ایمان و یقین میں اور بڑھائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ تقریباً 10:00 بجے باہر تشریف لائے اور ازراہ شفقت پہلے لجنہ و ناصرات اور چھوٹے بچوں کے پاس تشریف لے گئے اور کچھ دیر وہاں کھڑے ہو کر ان کی نظمیں سنتے رہے۔ پھر آپ نے حاضر احباب سے مصافحہ فرمایا اور اٹلی کی جماعت اور خدام کی نیشنل مجالس عاملہ نیز دوسرے خدمت کرنے والے کارکنان کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ اس دوران ہوٹل کے دونوں مالک بھی ایک طرف پیچھے کھڑے ہو کر یہ سب مناظر دیکھ رہے تھے اور بے حد متأثر نظر آتے تھے۔ جب سب احباب جماعت کے ساتھ تصویریں ہو چکیں تو حضور انور ایدہ اللہ ان کے دلی جذبات کی قدر کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھے اور ہوٹل کی لابی میں لے جا کر ان دونوں کے ساتھ بھی تصویریں بنوائیں۔ ان کے ہوٹل میں قیام کے دوران ایسے لگتا تھا کہ گویا انہوں نے اپنے سارے ہوٹل کا کنٹرول جماعتی کارکنان کے ہاتھ میں دیدیا ہوا ہے۔ چنانچہ جب بھی ان سے کسی چیز کی بابت بات کرتے تو ان کا جواب یہ ہوتا کہ یہ آپ کا اپنا گھر ہے جو چاہے کرو۔ ان کے اسی اخلاص کا نتیجہ ہے کہ ایک دن حضور انور نے عاجز سے فرمایا کہ ہوٹل میں تو ایسے ہی ہے جیسے ہم اپنے گھر میں رہ رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس ہوٹل کے ان دونوں مالکوں کو اپنی جناب سے بہترین جزا عطا فرمائے جنہوں نے ہمارے پیارے آقا کو وہاں اتنا سکھی رکھا اور ان کے ہر آرام کا خیال رکھا۔

قبل ازیں ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ آپ کے حضور تو بہت ہی عظیم شخصیت ہیں اور ہم ان سے بہت متأثر ہوئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ لوگ پھر دوبارہ بھی یہاں آ کر ہمارے پاس ٹھہریں گے۔ یہ بات کہنے والے Mr. Eligeno Vacca تھے۔ ان کے یہ فقرے محض رسمی کلمات پر مشتمل نہیں تھے بلکہ ان کے دل کی کیفیت کی عکاسی کرتے تھے۔ کیونکہ قبل ازیں جب ان سے ہمارے منتظمین نے حفاظتی ڈیوٹیوں کے بارہ میں بات کی تھی تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ ویسے تو میں سارا دن یہاں موجود ہوں اور سب پر میری نظر ہے اور کوئی میری نعش سے گزر کر ہی ان تک پہنچ سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اگر آپ سکیورٹی ضروری سمجھتے ہیں تو جہاں چاہیں اپنے لوگوں کو کھڑا کریں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پیارے آقا کے بارہ میں ان کا مذکورہ بالا اظہار ان کی دلی کیفیت کا مظہر تھا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

حضور انور ایدہ اللہ کی اٹلی سے روانگی کے بعد ہمارے صدر جماعت محترم عبدالفاطر ملک صاحب اور ان کی اہلیہ جب ان کا شکریہ ادا کرنے کیلئے انہیں ملنے گئے تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ سب سے مل کر بہت خوش ہیں۔ His Holiness کا یہاں قیام فرمانا ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ انہیں مل کر ہمیں خدا مل گیا ہے۔ اللہ کرے کہ خدا حقیقت میں بھی انہیں مل جائے اور خدائے واحد و یگانہ کے مؤحد بندوں میں ان کا شمار ہو۔ آمین

Turin کے لئے روانگی

اس کے بعد حضور انور گاڑی کے پاس تشریف لائے اور لمبی اجتماعی دعا کے بعد آپ دس بج کر 20 منٹ پر اپنے قافلہ کے ہمراہ Turin کیلئے روانہ ہوئے جو ہوٹل سے تقریباً 400 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع اٹلی کا تیسرا بڑا صنعتی شہر ہے۔ یہ شہر کفن مسیح (Shroud of Turin)، آرٹ گیلریز، گرجا گھروں، عجائب گھروں، پارکوں، باغات اور تھیٹرز کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس سفر کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہاں کے دو عجائب گھروں کا خصوصی طور پر مشاہدہ فرمایا۔ ان میں سے ایک تو Museo dela Sindone ہے۔ ٹیورین کا یہ میوزیم Shroud of Turin کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ جبکہ دوسرا میوزیم Museo Egizio ہے جو کہ قاہرہ کے بعد مصری نوادرات کی Collection کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا میوزیم ہے۔

ہوٹل Med سے روانگی کے بعد 208 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے قافلہ 12 بج کر 22 منٹ پر ہائی وے 21 پر Stradella شہر کے قریب AGIP کے پیٹرول پمپ پر 15/20 منٹ کیلئے رکا اور پھر آگے روانہ ہو گیا۔ ڈیڑھ بجے کے لگ بھگ ASTI شہر کے قریبی گاؤں Palucco میں ایک پیزا (Pizza) ریسٹورنٹ پر ہم نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کیلئے رکے۔ یہ ریسٹورنٹ ایک مراکن فیملی کا تھا۔ اسی شہر میں رہنے والے تین احمدی مراکن خدام بھی پہلے سے یہاں پہنچے ہوئے تھے۔ دو بج کر 40 منٹ پر قافلہ یہاں سے روانہ ہوا اور ساڑھے تین بجے کے قریب ٹورین شہر کے ایک ہوٹل La Meridien Lingotto پہنچا جہاں رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس جگہ پر پہلے Fiat کی کاریں بنانے کی فیکٹری ہوا کرتی تھی لیکن اب اسے ہوٹل میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس ہوٹل کے مینیجر Mr. Davide Spriano نے ایک خاتون سٹاف ممبر کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا۔

کفن مسیح کی زیارت

کچھ دیر آرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کفن مسیح کی زیارت کیلئے اندرون شہر کی جانب روانہ ہوئے جو کہ ایک بڑے چرچ سے ملحقہ میوزیم میں محفوظ ہے اور جسے Cappella Della Sacra Sindone یعنی Chapel Of The Holy Shroud کہتے ہیں۔

ٹورین کی مختلف گلیوں میں سے گزرنے کی وجہ سے ہماری رفتار کافی آہستہ تھی جس کی وجہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فکر کے ساتھ محترم صدر صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا ہم وقت پر پہنچ جائیں گے؟ دیر تو نہیں ہو جائے گی؟ محترم صدر صاحب نے بتایا کہ کفن مسیح کی زیارت کا انتظام کرنے والی Co ordinater کے ساتھ ہمارا رابطہ ہے اور انہیں علم ہے کہ چند منٹ کی تاخیر ہو جائے گی۔ تو پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مطمئن ہو گئے۔ بالآخر جب قافلہ اس چیپل کے پاس پہنچا تو وہاں پروٹوکال پولیس اور سیکیورٹی کے لوگ موجود تھے۔ ان دنوں میں چونکہ کفن مسیح کی نمائش ہو رہی ہے اس لئے لوگوں کی بھی بڑی کثرت تھی جو دنیا بھر کے مختلف ملکوں سے اس مقدس کفن کو دیکھنے کیلئے وہاں پہنچے ہوئے تھے۔

نمائش کے صدر Monsignor Ghiberti جو وہاں کے پادریوں کی کونسل کے بڑے پادریوں میں شمار ہوتے ہیں، وہ خود اور Coordinator Dottoressa Gamba حضور انور ایدہ اللہ کے استقبال کیلئے چرچ کے باہر کھڑے تھے۔ حضور انور کے تشریف لانے پر Monsignor Ghiberti نے آپ کو خوش آمدید کہا اور پھر پبلک راستہ کی بجائے ایک دوسرے راستہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے قافلہ ممبران کو اندر لیجایا گیا جہاں سب سے پہلے ایک بڑے کمرے میں ایک سکرین پر کفن کے بارہ میں تعارفی فلم دکھائی گئی۔ جس میں ہر عکس کے بارہ میں ساتھ کے ساتھ بتایا گیا کہ یہ کس عضو کا عکس ہے۔ Close up کر کے بتایا گیا کہ یہ چہرہ ہے، یہ ہاتھ ہیں، یہ پاؤں ہیں، یہ جسم کا فلاں حصہ ہے اور یہ فلاں۔ اس کے بعد نمائش کے صدر صاحب نے خود بھی کفن کے متعلق اظہار خیال کیا اور بتایا کہ چودھویں صدی سے تو اس کفن کی تاریخ کا ریکارڈ موجود ہے لیکن بعض شواہد ایسے بھی سامنے آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ پانچویں صدی عیسوی میں یہ کفن کہاں کہاں رہا۔ انہوں نے کہا کہ اسے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس پر کسی بہت بڑے Saint (بزرگ) شخص کا عکس ہے اور اگر اس کپڑے کی تاریخ وغیرہ پر غور کریں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا عکس ہے۔ ان کی باتوں کا محترم فاطر ملک صاحب نے اٹالین سے اردو میں ساتھ

ساتھ ترجمہ کیا لیکن وہ چونکہ اپنے عیسائی عقیدہ کے مطابق باتیں بتا رہے تھے، اس لئے محترم فاطر ملک صاحب کو ترجمہ کرنے میں الجھن ہو رہی تھی۔ چنانچہ انہوں نے آہستہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ تو ٹھیک نہیں بتا رہے۔ اور میں نے جس طرح انہوں نے کہنا ہے اسی طرح ترجمہ کرنا ہے۔ تو حضور انور نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ اسی طرح ترجمہ کر دیا کریں لیکن ساتھ کہہ دیا کریں کہ "یہ کہتے ہیں"۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کو ایک چھوٹے کمرے میں لیجایا گیا جہاں چرچ والوں نے کفن مسیح کا ایک 3D ماڈل بنا کر رکھا ہوا ہے۔ اس کے بارہ میں بتایا گیا کہ یہ ماڈل بینائی سے محروم لوگوں کیلئے بنایا گیا ہے تا کہ وہ اس کو ہاتھ لگا کر Holy Shroud کو Feel (محسوس) کرسکیں۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ کو مع قافلہ ایک رستہ سے گزار کر چرچ کے سائیڈ والے دروازہ کی طرف لیجایا گیا جہاں سے حضور انور ایدہ اللہ چرچ کے مرکزی بڑے ہال میں داخل ہوئے۔ اس ہال میں سامنے کی طرف 10/12 فٹ اونچے سٹیج کی طرح کی ایک جگہ پر شیشے کے ایک بہت بڑے بکس یا فریم میں چوڑائی کے رخ "کفن مسیح" کی نمائش کی جارہی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اس ڈبے کے اندر بعض گیسز چھوڑی جاتی ہیں تا کہ یہ کپڑا خراب نہ ہو۔ اس ہال میں تین مختلف گلیاں بنی ہوئی تھیں جن میں سے گزرتے ہوئے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ انہوں نے باقی لوگوں کا کچھ دیر کیلئے ہال میں آنا روک کر اس بکس کے قریب ترین گلی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ان کے قافلہ کے ساتھ عین اس جگہ کے سامنے قدرے اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر کافی دیر تک کفن دیکھنے کا موقعہ مہیا کیا۔ یہ فریم پیچھے سے روشنی پڑنے کی وجہ سے اندر سے کافی روشن تھا جس کی وجہ سے سارے نقوش نمایاں نظر آتے تھے جب کہ چرچ کے اس ہال کے باقی حصوں میں روشنی کافی مدہم تھی۔ اس پلیٹ فارم یا سٹیج کے دونوں طرف یونیفارم میں ملبوس فوجی سیدھی تلواریں سونتے چاق و چوبند کھڑے تھے۔ ان کے علاوہ بھی دونوں طرف کافی سیکورٹی تھی اور انتظامیہ کے لوگ بھی موجود تھے۔ اس دوران ہمارے فوٹوگرافر اور ایم ٹی اے کے کارکنان اس کی تصاویر اور ویڈیو بناتے رہے جس کیلئے انتظامیہ نے حضور انور ایدہ اللہ کے استفسار پر خصوصی اجازت دی تھی حالانکہ دوسروں کیلئے وہاں اس کی قطعاً کوئی اجازت نہیں اور جگہ جگہ No Photography اور No Flash وغیرہ کے سائن بورڈ آویزاں تھے۔

کفن مسیح کی زیارت کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ شیشے کے Box میں اسے کیسے چپکایا گیا ہے تو محترم فاطر ملک صاحب نے بتایا کہ یہ ایک base پر چسپاں ہے اور اس base کو اس شیشے کے box میں رکھا گیا ہے۔ نیز یہ کہ اس میں خاص قسم کی gases inject کی جاتی ہیں تا کہ اسے نقصان نہ ہو۔ پھر حضور نے دریافت فرمایا کہ کفن مسیح پر ہاتھوں کا عکس نظر نہیں آتا؟ تو محترم صدر صاحب نے بتایا کہ کفن مسیح کے بائیں جانب جسم کے سامنے کی طرف درمیان میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا ہوا نظر آتا ہے۔

اس کی زیارت کے بعد Monsignor Ghiberti نے حضور انور ایدہ اللہ کا شکریہ ادا کیا اور درخواست کی کہ اگر آپ Visitor's Book پر دستخط فرما دیں تو یہ ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہوگی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ان کی یہ درخواست بخوشی قبول فرمائی۔ اور پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے ساتھیوں کو چرچ کے مین ہال کے ساتھ والے ایک کمرے میں لیجایا گیا جہاں حضور انور ایدہ اللہ نے Visitor's Book پر حسب ذیل طرز اور ترتیب سے دستخط ثبت فرمائے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انگلش میں اپنے دستخط فرمائے۔

Mirza Masroor Ahmad
Head Of Ahmadiyya Muslim
Community

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کو اس چرچ کے بالکل قریب واقع Vatican کی ملکیت ایک یونیورسٹی کے تھیالوجی کالج میں لیجایا گیا۔ لیکن اس کے بارہ میں کچھ بتانے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "کفن مسیح" کی تاریخ اور اس کے متعلقہ دیگر امور کے بارہ میں کچھ باتیں ہدیۂ قارئین کی جائیں۔

"کفن مسیح" کی مختصر تاریخ

Shroud of Turin یعنی کفن مسیح Linen یعنی السی کے ریشے کا وہ کپڑا ہے جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو صلیب سے اتارے جانے کے بعد اس میں لپیٹ کر ایک کمرہ نما قبر میں رکھا گیا تھا۔ یہ کپڑا اٹلی کے شہر Turin میں 400 سال سے زائد عرصہ سے محفوظ چلا آرہا ہے۔ اس کپڑے کی لمبائی 4.42 میٹر جبکہ چوڑائی 1.13 میٹر ہے اور اس کا وزن تقریباً 2.45 کلوگرام بتایا جاتا ہے۔

مذہبی محققین کے مطابق اس رداء (چادر) کو 40ء میں یروشلم سے اڈیسہ (Edessa) لایا گیا جو ترکی میں واقع ہے اور آجکل عرفہ کے نام سے ایک مشہور شہر ہے اور یروشلم سے تقریباً 400 میل مغرب کی طرف واقع ہے۔ وہاں اس کو حفاظت کیلئے Keramion نامی ایک جگہ پر رکھا گیا جہاں سے یہ پانچ صدیوں بعد دوبارہ دریافت ہوا۔ اس بارہ میں دو روایات بیان کی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ فارس کے بادشاہ خسرو دوم (خسرو پرویز) نے جب چھٹی صدی عیسوی کی ابتدا میں اڈیسہ پر حملہ کیا تو اس وقت یہ دریافت ہوا۔ جبکہ دوسری روایت یہ ہے کہ 525ء میں اڈیسہ میں تباہ کن سیلاب کی وجہ سے شہر کی فصیلیں کافی زیادہ تباہ ہوگئیں تو ان کی مرمت کے دوران یہ دریافت ہوا تھا۔ مسلمانوں نے جب ان علاقوں کو فتح کیا تو یہ چادر ان کے قبضہ میں آگئی اور عباسی خلیفہ المتقی باللہ کے زمانہ میں 331ھ تک ان کے پاس رہی۔

مشہور مسلمان مؤرخ ابن الاثیر نے اپنی تاریخ الکامل میں لکھا ہے کہ 943ء بمطابق 331ھ میں بازنطینی بادشاہ روم Romanous Lecapenus نے عباسی خلیفہ المتقی باللہ سے درخواست کی کہ اگر وہ الرُّہا یعنی اڈیسہ کے گرجا گھر سے حضرت مسیح علیہ السلام کی مقدس رداء یا مندیل ہمیں دیدیں تو اس کے بدلہ میں وہ مسلمان قیدیوں کو رہا کردے گا۔ اس پر علماء اور فقہاء نے متفقہ فیصلہ دیا کہ یہ کفن شاہ روم کو قسطنطنیہ بھیج دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (تاریخ الکامل لابن الاثیر جلد 8 ص 131)

قسطنطنیہ میں اسے تقریباً 1204ء تک مختلف اوقات میں حسب ذیل تین جگہوں پر رکھا گیا۔

1.Church of St. Marry Blachernae 2.Hegia Sopia 3.Chapel of Pharas in Boucoleon Palace

1204ء سے تقریباً 150 سال تک یہ کپڑا یونان کے دارالحکومت ایتھنز میں رہا اور 1352ء کو فرانس کے شہر Lirey میں لایا گیا۔ 1452ء کو یہ متبرک کپڑا نواب Louis Savoy اوّل کو تحفۃً پیش کیا گیا اور 1578ء تک Chambery میں اسی نواب کے خاندان کی ملکیت رہا۔ اسی دوران 1532ء میں چرچ میں جہاں اس کو چاندی کے صندوق میں رکھا گیا تھا آگ لگ گئی اور صندوق کا ایک حصہ آگ کی حدت سے پگھل گیا۔ پگھلی ہوئی چاندی تہہ کئے ہوئے کفن کے ایک کونے پر گری اور کفن کو نقصان پہنچا۔ Chambery کے راہب خانہ کی ایک راہبہ Poor Clare کو اس کی مرمت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس نے جلا ہوا حصہ بڑی احتیاط سے الگ کرکے اس کی جگہ نیا کپڑا سی دیا۔ کفن پر لمبائی کے رخ اوپر سے نیچے تک ڈائمنڈ شکل کے نشان واضح طور پر نظر آتے ہیں جو اس کے جلنے کے بعد مرمت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ St. Charles Borromeo کو جب کفن مسیح کی Chambery (فرانس) میں موجودگی کا علم ہوا تو اس نے قسم کھائی کہ وہ الپس کے پہاڑی سلسلہ کو پیدل کراس کرکے اس کفن کی زیارت کیلئے جائے گا۔ St. Charles کو اس مشقت سے بچانے کیلئے 1578ء میں Emmanuel Fillberto اس کفن کو فرانس سے Turin (اٹلی) لے کر آیا تا کہ St.Charles اس متبرک کفن کی زیارت کرسکے۔ تب سے یہ کفن اٹلی کے شہر Turin میں موجود ہے اور اس کو St. John Baptist نامی کیتھڈرل میں رکھا ہوا ہے۔

ایک دوسری رائے کے مطابق 1204ء میں جب چوتھی صلیبی جنگ ہوئی تو اس وقت اسے فرانس منتقل کردیا گیا جہاں یہ 1578ء تک رہا۔ اس عرصہ کے دوران 3 اور 4 دسمبر 1532ء کی درمیانی شب اچانک اس جگہ آگ لگ گئی جس سے اس کا کنارہ کچھ جل گیا۔ 1535ء میں جنگ کے سبب اسے پہلے Nice اور پھر Vercellie میں بغرض حفاظت منتقل کیا گیا۔ جہاں سے یہ 1561ء کو دوبارہ Chambery فرانس واپس لایا گیا۔ 1578ء کو میلان کے آرچ بشپ Charles Borromeo کی خواہش پر اس کو زیارت کی غرض سے Turin بھیج دیا گیا پھر یکم جون 1694ء کو مستقل طور پر اٹلی کے شہر Turin کے ایک گرجے میں منتقل کردیا گیا۔ جہاں یہ 400 سال سے زائد عرصہ سے محفوظ ہے۔ اس کفن پر چار قسم کے نشان نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ ایک کپڑے پر آگ کے نشانات ہیں۔ دوسرے کفن پر دو متوازی لکیریں دکھائی دیتی ہیں جن پر تقریباً 29 تکونے سوراخ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ نشان پگھلی ہوئی دھات کے ہیں جو 1532ء میں لگنے والی آگ کے نتیجہ میں کفن پر لگے۔ تیسرے اس پر پانی کے نشان ہیں جو 1532ء میں لگی آگ کو بجھانے میں استعمال کیا گیا۔ چوتھے کفن کے درمیان میں انسانی جسم کے نشانات دکھائی دیتے ہیں جو جسم کے دونوں طرف کی تصاویر پر مشتمل ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کفن میں لپٹا ہوا وجود لمبے رخ پر لیٹا ہوا ہے جبکہ شبیہ مبارک پر بکھرے ہوئے رنگوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ لیٹے ہوئے وجود کو سخت تکلیف سے نجات ملی ہے۔ اس تکلیف کے اثرات ماتھے، ناک، ٹھوڑی اور سینہ پر بڑے گہرے دکھائی دیتے ہیں۔ کفن میں لپٹا ہوا وجود 170 سینٹی میٹر (پانچ فٹ اور سات انچ) لمبا ہے۔ خون کے نشان خاص طور پر ماتھے اور گردن کی پچھلی جانب، بازو، پاؤں اور سینہ کے دائیں جانب نمایاں ہیں۔ ان اعضاء پر خون کے نشان باقی جسم پر لگے نشانوں سے مختلف ہیں۔ یہ سرخ رنگ کے اور سیدھے ہیں۔ ان نشانوں کے کنارے پھیکے نہیں پڑے بلکہ بڑے واضح ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ یہ بہتے ہوئے خون کے نشان ہیں جو کفن پر لگا ہوا ہے۔

بہر حال اس وقت سے اس کفن کو عام طور پر ہر 33 سال کے بعد دکھایا جاتا ہے لیکن یہ کوئی ضروری نہیں۔ اس کے دکھانے کا زمانہ مختلف وقتوں میں تبدیل بھی ہوتا رہا ہے۔ اب تک اس کی 9 دفعہ نمائش لگ چکی ہے اور یہ دسویں نمائش ہے جو آجکل جاری ہے۔ 1898ء میں جب اس کی نمائش ہوئی تو ایک ماہر فوٹو گرافر Secondopia نے اس کی تصویر لی تو اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ تصویر میں کچھ انسانی نقوش ظاہر ہوئے ہیں جو کہ مثبت نقوش ہیں۔ جبکہ تصویر میں ہمیشہ منفی نقوش ظاہر ہوتے ہیں۔ اس بھید نے لوگوں کا شوق بڑھا دیا کہ وہ ان شبیہی نقوش کو دیکھیں۔ لہٰذا 1931ء کو جب اطالوی حکمران کے ولی عہد Umberto کی شادی ہوئی تو اس وقت اس کی نمائش کی گئی اور انتظامیہ کمیٹی نے کارڈینل فوساٹی (Fossati) کے ماتحت ایک نہایت ہی تجربہ کار فوٹو گرافر جوزپے انری (Giuseppe Enrie) کا انتخاب کیا جس نے مئی 1931ء کو تقریباً بیس ہزار کینڈل پاور کے بلبوں کی مدد سے اس کی تصاویر کھینچیں تو حیرت انگیز طور پر نقوش اور بھی واضح شکل میں ظاہر ہوئے۔ پھر ان تصاویر پر چھ ماہرین نے تحقیق کرکے یہ ثابت کردیا کہ اس کفن پر ظاہر ہونے والی شبیہ نہ تو کوئی پینٹنگ ہے اور نہ ہی اس میں انسانی ہاتھ کا کوئی دخل ہے۔ کمپیوٹر کی جدید 3D تحقیق سے بھی یہی بات سامنے آئی ہے کہ کفن پر ابھرنے والی تصویر پینٹ یا عام تصویر نہیں ہے اور یہ امر بھی اس تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس پر خون کے جو دھبے ہیں وہ بہتے ہوئے انسانی خون کے دھبے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ اس میں لپٹا ہوا انسان لازماً زندہ تھا۔ اس کفن کے Polan پر تحقیق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کا کپڑا فلسطین اور مڈل ایسٹ کے علاقوں سے آیا تھا۔

اس تحقیق نے عیسائی دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کیونکہ یہ ان کے اعتقادات پر ایک کاری ضرب تھی جنہیں وہ گزشتہ 2000 سال سے مانتے چلے آرہے تھے۔ اس پر چرچ تو خاموش ہو گیا مگر دنیا اس راز کو معلوم کرنے کی جستجو میں لگ گئی۔ لہٰذا 16، 17، 18، جون/1969ء کو دوبارہ اس کی ایک رنگین تصویر اتاری گئی۔ پھر 23 نومبر 1973ء کو پہلی دفعہ اس کی ٹی وی پر نمائش کی گئی۔ اس کفن کے Turin میں آئے ہوئے 400 سال مکمل ہونے پر 26/اگست سے 18/اگست 1978ء کے عرصہ کے دوران اس کی نمائش کی گئی۔ 1988ء میں اس کفن کی عمر کا پتہ لگانے کیلئے نمونے لئے گئے۔ 24/فروری 1993ء میں کفن کو عارضی طور پر Turin میں چرچ کے انتہائی محفوظ مقام پر منتقل کردیا گیا تا Guarini چرچ کی مرمت کی جاسکے۔ 11 اور 12/اپریل 1997ء میں جبکہ چرچ کی مرمتیں تقریباً مکمل ہو چکی تھیں تو چرچ میں آگ بھڑک اٹھی۔ کفن کو فائر بریگیڈ والوں نے بچا لیا۔ 14/اپریل کو کمیٹی نے اس کا جائزہ لیا تو کفن کو ہر لحاظ سے

محفوظ پایا۔ 1998ء میں کفن کی تصویر کھینچنے کی سو سالہ تقریب منعقد کی گئی تو اس کی نمائش ہوئی۔ پھر 12/اگست تا 22/اکتوبر 2000ء کو Pope John Paul دوئم نے فیصلہ کیا کہ عیسائیت کی گولڈن جوبلی منائی جائے۔ اس موقعہ پر بھی کفن مسیح کی نمائش لگائی گئی۔ بعد ازاں جون تا 23/جولائی 2002ء کو کفن مسیح کے مرمت شدہ پرانے کپڑے کو اتار کر ہالینڈ کے نئے کپڑے سے اس کی پیوندکاری کی گئی اور آجکل 10/اپریل سے 23/مئی 2010ء تک اس کفن کو پھر نمائش کیلئے رکھا گیا ہے۔ اور پوپ بینیڈیکٹ (xvi) نے بھی 2/مئی 2010ء کو اس نمائش میں شرکت کی ہے۔

کیتھولک چرچ کی پوری کوشش ہے کہ جو بھی تحقیق کی جائے اس کا نتیجہ ان کی مرضی کے مطابق ہونا چاہئے اس لئے ہر ہونے والی تحقیق کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔ وہ اس کو اصلی ماننے کیلئے بھی آمادہ نہیں اور دوسری طرف اس کو مقدس سمجھتے ہوئے سنبھالا بھی ہوا ہے اور اس کی باقاعدہ نمائش لگائی جاتی ہے اور اس کی زیارت کیلئے دور دور سے آنے والے لوگوں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ کاربن 14 کے ذریعہ جو اس کا تجزیہ کیا گیا اس کے مطابق کہا جاتا ہے کہ یہ کپڑا 1260 سے 1390 عیسوی کے درمیانی عرصہ کا ہے اس سے زیادہ پرانا نہیں ہوسکتا۔ لیکن دو سال قبل سوئٹزرلینڈ کی مشہور اخبار 20 Minuten میں اس کفن کے حوالہ سے ایک خبر شائع ہوئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ Carbon Dating کیلئے اس کفن میں سے کپڑے کا جو حصہ لیا گیا تھا وہ اس حصہ میں سے تھا جس کو جلنے کے بعد مرمت کیا گیا تھا۔ نیز یہ بھی لکھا کہ اصل کپڑے کا تجزیہ کرنے کے بعد اب ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ کپڑا دو سے تین ہزار سال پرانا ہوسکتا ہے۔

اس کفن پر بہتے ہوئے خون کے دھبے ہمارے عقیدہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ جب آپ کو کفن میں لپیٹا گیا تو آپ زندہ تھے۔ بہرحال آجکل ہمارے جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی اس کپڑے پر ''واقعہ صلیب سیل'' کے تحت تحقیق کا کام ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی ہر طرح سے نصرت اور راہنمائی فرمائے تا کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحقیق کو دنیا کے سامنے پیش کر کے سچا ثابت کرسکیں جسے آپ نے اپنی لطیف تصنیف "مسیح ہندوستان میں" کے اندر درج فرمایا ہے۔

اس کفن کی دریافت یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت اور آپ کے مِن جانب اللہ ہونے کا ایک بین ثبوت ہے کیونکہ یہ کفن دونوں مسیحوں یعنی مسیح موسوی اور مسیح محمدی کی ایک اور مشابہت اور مماثلت کو بھی ثابت کر رہا ہے۔ اس مناسبت سے یہاں مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہامی شعر بھی یاد آ رہا ہے کہ:۔

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا

خدا کے ایک لاکھ چوبیس ہزار برگزیدہ انبیاء اور رسولوں میں صرف یہی دو رسول اور نبی ایسے ہیں جو اپنے اپنے الٰہی سلسلوں کے آخر پر آئے، اپنے زمانہ کے یہودیوں کے مظالم کا نشانہ بنے اور ایک دوسرے کے مثیل ٹھہرے اور خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت خاص سے صرف انہیں دونوں کی تصاویر کو محفوظ رکھنے کے سامان پیدا فرمائے تا کہ وہ دنیا کو یہ دکھا دے کہ جس طرح پہلا مسیح سچا تھا اسی طرح دور آخرین میں آنے والا مسیح بھی سچا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور تا کہ وہ ان دونوں کے مقدس اور پرنور چہرے سعید فطرت لوگوں کو دکھا کر ان کی آنکھیں بھی ٹھنڈی کرے اور انہیں ایمان و یقین کی حلاوت بھی نصیب فرمائے۔ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰے مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔

کفن مسیح کی زیارت ہمیں ایک اور مقدس کپڑے کی زیارت کی یاد بھی دلاتی ہے۔ اگرچہ یہ ایک ذوقی نکتہ ہے لیکن کسی قدر ازدیاد ایمان کا موقعہ بھی فراہم کرتا ہے۔ میری مراد چولہ بابا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے ہے جس کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آج سے ایک سو سال سے زائد عرصہ پہلے 30/ستمبر 1895ء کو اپنے دس خدام کے ہمراہ ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے اور چولہ صاحب کی زیارت فرمائی۔ تصرف الٰہی اس میں یہ ہے کہ وہ دن بھی سوموار کا دن تھا اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں جس دن کفن مسیح کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے تو یہ بھی سوموار کا ہی دن تھا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان سے میرے پیارے حضور کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ وَ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔

ایک مستشرق سے ملاقات

Duomo سے نکل کر Monsignor Ghiberti نے حضور انور کو میٹنگ کی دعوت دی اور کہا کہ میٹنگ روم کافی بڑا ہے سارے دوست ساتھ آسکتے ہیں۔ اس میٹنگ میں Monsignor Ghiberti کے ساتھ چرچ کے اسلامی علوم کے ایک ماہر مستشرق پروفیسر Don Tino Negri بھی موجود تھے۔ میٹنگ کے شروع میں انہوں نے حضور انور سے پوچھا کہ آپ کو کیسے مخاطب کیا جائے تو حضور نے فرمایا کہ آپ جیسے مناسب سمجھیں مخاطب کر سکتے ہیں۔ اس پر انہوں نے صدر صاحب جماعت اٹلی سے پوچھا کہ آپ ان کو کیسے مخاطب کرتے ہیں۔ صدر صاحب نے بتایا کہ ہم "حضور" کہہ کر مخاطب کرتے ہیں جس کا مطلب His holiness یا اٹالین میں Sua Santita ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم اسی Title سے حضور کو مخاطب کریں گے۔ اس کے بعد جناب Ghiberti صاحب نے کہا کہ آپ سے یہاں مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ یہ کمرہ اگرچہ سادہ سا ہے لیکن خدا کے کلام پر غور کرنے اور اس کی باتیں کرنے کیلئے اچھا موقع فراہم کرتا ہے۔ خدا کی عبادت کرنے والے بہت سے لوگ ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ Dialoge کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے کچھ سوال پوچھے جو کیسٹ سے سن کر ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:۔

جناب Monsignor Ghiberti نے سوال کیا کہ وہ کیا خاص بات تھی جس کی وجہ سے آپ کفن مسیح دیکھنے آئے؟

جواباً حضور نے فرمایا کہ پہلے تو ہمیں نہیں پتہ تھا کہ کفن مسیح کی نمائش لگی ہے۔ یہ تو اتفاقاً میرا پروگرام بنا اور پھر جماعت سے ہمیں پتہ لگا کہ کفن مسیح کی نمائش (انہیں ایام میں) ہو رہی ہے۔ ہم مسلمانوں کے اس فرقہ سے ہیں جن کا یہ یقین ہے کہ یہ کفن مسیح جو ہے حقیقت میں حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے استعمال ہوا تھا۔ لیکن ہمارا نظریہ مختلف ہے۔

ہمارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے برگزیدہ نبی تھے اور جب یہود نے ان کو صلیب پر چڑھایا تو صلیب چونکہ یہودی تعلیم کے مطابق ایک ایسی چیز تھی جو ایک نبی کیلئے مناسب نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو صلیب سے بچا لیا۔ اور ہمارے جو بانیٔ جماعت احمدیہ ہیں، ان کو ہم اس زمانہ کا مسیح موعود مانتے ہیں، انہوں نے یہ نکتہ بیان کیا کہ حضرت مسیح کا علاج کیا گیا تھا اور اس کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دی تھی۔ اس لئے ہمیں اس کو دیکھنے میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ اس لحاظ سے یہ بڑا متبرک کپڑا ہے لیکن ہمارے نظریہ کے مطابق یہ ان کی موت کا ثبوت نہیں بلکہ ان کی زندگی کا ثبوت ہے۔ بہرحال ہم بھی اس کو اسی طرح متبرک سمجھتے ہیں لیکن نظریہ میں اختلاف ہے۔

اس موقعہ پر مستشرق پروفیسر Don Tino Negri نے سوال کیا کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق عیسیٰ پھر کشمیر میں گئے؟

حضور نے فرمایا کہ جی۔ اور پہلی دفعہ اس بات کو اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے Disclose کیا تھا۔ اس کے بعد باقی تحقیق ہوئی ہے۔ انہوں نے (1899ء میں) ایک کتاب "مسیح ہندوستان میں" لکھی تھی۔ اس میں انہوں نے یہ سب کچھ بتایا تھا۔

انہیں پروفیسر صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کا بانیٔ جماعت احمدیہ سے کیا رشتہ ہے؟

حضور نے فرمایا کہ رشتہ تو میرا پڑپوتے (Grandson) کا ہے لیکن اس رشتہ کا اس خلافت سے تعلق نہیں ہے۔ خلافت کے انتخاب کیلئے ہمارا Electroral Collage کا تعین ہوتا ہے۔ جس طرح پوپ کا انتخاب ہوتا ہے۔ بالکل In camera۔ اس لئے 2003ء میں جب ہمارے چوتھے خلیفہ نے وفات پائی تو جو ساری دنیا کے بعض خاص لوگوں میں سے Electroral Collage تھا انہوں نے ایک بند کمرہ میں بلکہ مسجد کے اندر انتخاب کیا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ پہلی دفعہ میرا یہاں آنا ہوا اور اس عرصہ میں شراؤڈ کی نمائش بھی لگی ہوئی ہے جو میں نے سنا ہے کہ ہر پچیس سال بعد ہوتی ہے۔ اس دفعہ دس سال بعد کی۔ تو بہرحال اس چیز کو دیکھنے کا بہت شوق تھا اور اللہ تعالیٰ نے موقعہ دیا ہے تو میں نے کہا کہ ضرور دیکھنا ہے۔

یہاں پر Monsignor Ghiberti نے بتایا کہ نمائش کا کوئی فکس ٹائم نہیں۔ کبھی زیادہ ہو جاتا ہے کبھی بہت کم۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اب کتنی جلد دوبارہ نمائش ہونی ہے یا کچھ سال لگیں گے؟ پوپ کے آرڈر پر Depend کرتا ہے یا کوئی اور کرتا ہے؟

Monsignor Ghiberti نے جواب دیا کہ پہلے یہ 1889, 1931, 1933, 1978, 1998, 2000 کے سالوں میں دکھایا گیا اور اب 2010ء میں دکھایا جا رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کبھی دو سال بعد کبھی تیس سال بعد۔ تو بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے موقعہ دیا کہ اس کفن کو میں نے بھی دیکھ لیا ہے جو کہ میرا نہیں خیال کہ جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ نے پہلے دیکھا ہو۔

Monsignor Ghiberti نے سوال کیا کہ آپ کے کیا جذبات ہیں جب آپ نے کفن مسیح کو دیکھا؟

اس پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دیکھیں ایک تو دو ہزار سال پرانی کسی نبی کی ایک شبیہ ہے۔ اور کسی نبی کی آپ کو اصل شبیہ نظر نہیں آئے گی۔ لیکن اس Impression سے ایک چہرے کے Expression اور Features اگر غور سے آدمی دیکھے تو نظر آ جاتے ہیں تو آدمی بڑا محسوس کرتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ایک خاص بندے کی تصویر دیکھی ہے جو 2010 سال پہلے پیدا ہوا اور جو حقیقت کی تصویر ہے۔ لوگوں کے بنائے ہوئے تصورات نہیں ہیں۔

Monsignor Ghiberti نے کہا کہ گو ہم آپ کے عقیدہ سے اتفاق نہیں رکھتے کہ وہ نبی تھے لیکن ان کو Suffering ہوئی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بہت زیادہ Suffering ہوئی تھی۔ اور ہم یہی کہتے ہیں کہ ان کو Suffering ہوئی تھی۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا Reward دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسرائیل کے جو Lost Tribes تھے (ان کی طرف) کشمیر میں بھیجا۔ جہاں جہاں بھی وہ گئے ہوئے تھے ان سب کو اکٹھا کیا۔ تبلیغ کی تو دنیا میں عیسائیت پھیلی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کو بڑھاؤں گا۔ ان کو عزت دوں گا۔ دنیاوی لحاظ سے ان کو مالامال کروں گا۔ وہ اللہ تعالیٰ نے پورا کیا تو اس Suffering کا نتیجہ یہ ہے کہ آج جو عیسائیت دنیا میں ہے، وہ دنیاوی لحاظ سے بہت اونچے مقام پر پہنچی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو Suffering تو ہوتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ختم کر دیتا ہے بلکہ نوازتا ہے۔ تو عیسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق نوازا۔ اب یہ لوگ (حضور انور نے ان دونوں احباب اور اس بلڈنگ جس میں تشریف فرما تھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) جو اس مقام پر بیٹھے ہیں اور یہ ساری چیزیں اور دنیا میں عیسائیت کی جو بہت زیادہ تعداد ہے۔ ان لوگوں کو اس وقت جو یہ مقام ملا ہوا ہے یہ اسی Suffering کا نتیجہ ہی ہے۔ یہی Suffering جس کے نتیجہ میں ان کو بہت کچھ ملا، ان سے تقاضا کرتی ہے کہ یہ سارے عیسائی حضرت عیسیٰ کی صحیح تعلیم پر عمل کرنے والے عیسائی ہوں اور انہیں (دونوں احباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا) چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر رکھا ہوا ہے، جہاں سے صحیح تعلیم پہنچانے کی ذمہ داری ہے تو میری دعا ہے کہ اللہ کرے یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلا سکیں۔

(ترجمان کی درخواست پر حضور انور نے اپنے جملوں کو دوبارہ دہراتے ہوئے فرمایا کہ) اس Suffering کا نتیجہ ہے جو ان کو یہ مقام ملا یعنی حضرت عیسیٰ کی تعلیم کے یہ علمبردار ہیں۔ اللہ ان کو یہ توفیق دے کہ حضرت عیسیٰ کی جو حقیقی تعلیم تھی اس کو دنیا میں پھیلانے کا حق ادا کرسکیں۔

یہ Suffering ہے جیسا کہ میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو آتی ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی جن کو ہم اس زمانہ کا مسیح موعود و مہدی معہودؑ

مانتے ہیں انہوں نے بھی برداشت کی اور آگے ان کی جماعت آج تک برداشت کر رہی ہے۔ اور ہماری جماعت کی ترقی اسی Suffering کا نتیجہ ہے۔

اس کے بعد مستشرق پروفیسر Don Tino Negri نے کہا کہ آپ کی کمیونٹی دوسرے مذہبوں کے ساتھ کا تعلق رکھنے والی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں اور مذہب کے معاملہ میں خدا تعالیٰ کی تعلیم ہے کہ کوئی جبر نہیں۔ ہدایت اللہ تعالیٰ نے سامنے کر کے رکھ دی ہے، جو چاہے مانے، جو چاہے نہ مانے۔ کیونکہ دلوں کو پھیرنا یا دلوں کو کسی خاص کام کیلئے مائل کرنا یہ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ کسی کے اوپر زبردستی نہیں کی جاسکتی۔

(ترجمان کی درخواست پر حضور نے اپنے جملوں کو دوبارہ دہراتے ہوئے فرمایا کہ) مذہب کے معاملہ میں قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہدایت میں بھیجتا ہوں جو چاہے مانے، جو چاہے نہ مانے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو پیغام لانے والے ہوتے ہیں ان کا کام پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ اس لئے کسی سے اس بات پر ناراض ہونا کہ یہ کیوں نہیں مانتا، یہ غلط طریقہ ہے۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ انسانیت کی بھی کچھ قدریں ہیں۔ Values ہیں۔ ان کیلئے پیدا کیا ہے۔ علاوہ مذہب کے ان قدروں کو بھی جاننا اور پہچاننا ضروری ہے۔ اگر مذہب کی بنیاد پر آپس میں لڑتے رہیں اور ایک دوسرے کا احترام نہ کریں تو انسانی قدریں گرسکتی ہیں۔ یہ دنیا جو آجکل بدامنی کا شکار ہے، ہم کہتے ہیں کہ تمام مذہب جمع ہو کر دنیا میں امن کو قائم کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مذہب والے کو یہ تعلیم دی ہے کہ تم اس کا پیغام پہنچاؤ۔ خدا تعالیٰ کا پیغام کبھی بدامنی والا نہیں ہوسکتا۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ، ہارون، بے شمار نبیوں میں سے چند نبیوں کے نام آئے ہیں۔ اس کے علاوہ فرمایا کہ ہر قوم میں نبی آئے۔ ہر قوم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت قائم کرنے کیلئے اپنے پاک لوگ بھیجے اور پھر یہ تعلیم دی کہ ہر ایک کی عزت کرنی ہے اور ہم ہر آنے والے نبی کی عزت کرتے ہیں اور یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ جس کی وجہ سے ہم ہر ایک سے مل بیٹھ کر ایک انسانیت کی بنیاد پر بات کرتے ہیں۔ ہم تو خود ایسے سمپوزیم Arrange کرتے ہیں جس میں ہر مذہب والا آکے اپنے مذہب کی بات بتائے تو اس طرح مذاہب میں ایک یکجہتی، امن اور بھائی چارہ کی فضا پیدا ہوسکتی ہے۔

انہوں نے پھر سوال کیا کہ انگلینڈ میں ایسے سمپوزیم ہوتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ انگلینڈ میں بھی اور جو بیس پچیس بڑے بڑے ممالک ہیں ان مختلف ممالک میں جہاں جہاں بھی جماعت ہے ہم ہر ملک میں مختلف وقتوں میں کرتے ہیں۔ آسٹریلیا میں بھی ہوتے ہیں، جرمنی میں بھی، کینیڈا میں بھی، امریکہ میں بھی اور افریقہ کے بہت سارے ممالک میں بھی ہوتے ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مذہب کا آدمی حضرت آدم کی اولاد میں سے ہے۔ اور آدم کی اولاد کی بڑی عزت کرنی چاہئے کیونکہ ایک دفعہ جنت سے نکالا گیا تو اس میں سے اسے دوبارہ نکل کر دوزخ میں نہیں پڑنا چاہئے۔

مذہبی مدرسے کی لائبریری کی سیر

Monsignor Ghiberti اور مستشرق Don Tino Negri نے حضور کا شکریہ ادا کیا اور اپنے مذہبی مدرسے کی لائبریری دکھانے کیلئے لے گئے۔

لائبریری پہنچنے پر Monsignor Ghiberti نے کہا کہ یہ پہلی بڑی لائبریری ہے جو اس علاقے میں ہے۔ پھر اس نے اٹلی زبان کے لفظ Chau (Ciao) کے بارہ میں حضور انور کے نواسہ عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ نے بتایا کہ اس کا مطلب Hello اور Good bye ہے۔ پھر Monsignor Ghiberti نے بتایا کہ اس لفظ کا مطلب "غلام" ہے اور کہنے والا اپنے مخاطب کے سامنے یہ لفظ کہہ کر عاجزی کا اظہار کرتا ہے۔

اس کے بعد حضور نے دریافت فرمایا کہ بائبل کا کتنا پرانا نسخہ آپ کے پاس موجود ہے؟

Monsignor Ghiberti نے جواب دیا کہ 1491 کا نسخہ ہمارے پاس ہے۔

پھر حضور نے پوچھا کہ عہد نامہ قدیم اور جدید کو آپ نے اکٹھا رکھا ہوا ہے یا علیحدہ علیحدہ ہیں؟

Monsignor Ghiberti نے بتایا کہ دونوں عہد نامے اکٹھے ہیں۔

حضور نے استفسار فرمایا کہ کیا آپ رومن کیتھولک لوگ Old Testament اور New Testament دونوں پڑھتے ہیں؟

Monsignor Ghiberti نے کہا کہ جی ہاں۔ ہم دونوں پڑھتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ venice کی سیر کے دوران ایک صاحب ملے تھے جو کہہ رہے تھے کہ وہ رومن کیتھولک ہیں اور صرف New Testament پڑھتے ہیں اور مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی تھی۔ بہت اچھی لائبریری ہے۔ کیا آپ کی لائبریری میں قرآن مجید کا کوئی نسخہ موجود ہے؟

Monsignor Ghiberti نے بتایا کہ صرف ایک ترجمہ ہے لیکن اس میں عربی عبارت نہیں ہے۔

اس موقعہ پر عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ بائبل کی اصل زبان کیا تھی؟

Monsignor Ghiberti نے جواب دیا کہ پرانے عہد نامہ کی زبان یونانی، آرامی اور عبرانی تھی جبکہ نیا عہد نامہ یونانی زبان میں تھا۔

اس پر حضور نے انہیں بتایا کہ ان کا نواسہ لاطینی زبان سیکھ رہا ہے تو Monsignor Ghiberti کہنے لگے کہ میں نے بھی لاطینی سیکھی تھی اور ہماری زبان اٹالین بھی لاطینی زبان کے کافی قریب ہے۔

عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ نے کہا کہ ساری یورپی زبانیں ہی لاطینی سے نکلی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر ہم آپ کو قرآن کریم کی عربی عبارت انگریزی ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ اور عربی عبارت عربی تفسیر کے ساتھ بطور تحفہ دیں تو کیا آپ ان کو لائبریری میں رکھیں گے؟

Monsignor Ghiberti نے کہا کہ ہاں ضرور۔ یہ تو ہمارے لئے بہت خوشی اور اعزاز کی بات ہو گی۔ کس کی تفسیر ہے؟

حضور نے بتایا کہ ہمارے دوسرے خلیفہ کی۔

اس پر حضور انور نے مکرم صدر صاحب جماعت اٹلی اور محترم مربی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ پانچ جلدوں میں انگریزی تفسیر اور اسی طرح تفسیر کبیر کے عربی ترجمہ پر مشتمل جلدیں یہاں رکھوانے کا جلد از جلد انتظام کریں۔

اس موقعہ پر Monsignor Ghiberti نے بتایا کہ 1547ء میں پہلا قرآن جس کی چھپوائی ہوئی وہ Venice میں ہے۔

تب حضور نے فرمایا کہ بہت خوشی ہوئی مل کر اور شکریہ کہ آپ نے وقت دیا اور کفن مسیح بھی دکھایا۔

حضور نے مستشرق Don Tino Negri سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا کہ آپ نے اسلام کو Study کیا ہے۔ کہاں سے ڈگری حاصل کی تھی؟

انہوں نے جواباً اٹلی کی کسی یونیورسٹی کا نام لیا اور یہ بھی بتایا کہ انہیں عربی بھی آتی ہے۔

دونوں احباب کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس عمارت سے باہر تشریف لے آئے اور پھر ایک نزدیکی علاقہ میں کچھ دیر پھرے۔ یہاں حضور انور نے محترم عبداللہ سیرا صاحب آف جرمنی کو اپنی طرف بلایا اور پنجابی میں ان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ عبداللہ آج کفن مسیح دیکھا ہے؟ تو عبداللہ صاحب بے ساختہ بولے کہ پیارے آقا ہمیں تو اللہ نے زندہ مسیح دیا ہوا ہے ہم نے مردہ مسیح کو کیا کرنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بھی تو مسیح موعود کی سچائی کا ایک نشان ہے۔ اس پر عبداللہ صاحب نے عرض کیا کہ جی میرے آقا یہ بات تو ہے۔

صدر صاحب جماعت اٹلی کو لٹریچر کے سلسلہ میں ہدایات

اس موقع پر محترم صدر صاحب جماعت اٹلی نے حضور انور کو بتایا کہ Turin شہر میں اگلے ماہ ایک International book fair منعقد ہوگا اور اس میں جماعت احمدیہ اٹلی بھی حصہ لے گی تو حضور نے فرمایا کہ کتابوں کا اسٹاک اکٹھا کریں اور اس معاملہ میں کنجوسی نہ کریں۔ پھر حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کے پاس اٹالین میں اتنی کتب ہیں کہ بک فیئر میں حصہ لے سکیں؟ محترم صدر صاحب نے بتایا کہ بعض فولڈرز اور بروشرز ترجمہ کرنے کا پروگرام ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحب کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلے اپنے لوگوں کی ضروریات تو پوری کریں۔ لائبریری بنائیں۔ اردو بولنے والوں کیلئے قادیان سے کتب منگوائیں۔ روحانی خزائن کے 100 سیٹ منگوائیں۔ یہ لنڈن سے بھی مل جائیں گی۔

اس کے بعد جب حضور انور نے محترم داؤد صاحب کو اس جگہ گاڑیاں منگوانے کا ارشاد فرمایا تو محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ فوراً آگے بڑھے۔ اس پر حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آج کے پروگرام کا انچارج کون ہے؟ جب بتایا گیا کہ داؤد صاحب ہیں تو حضور انور نے فرمایا کہ جس کو مقرر کیا گیا ہو وہی انتظام کرے۔ اگر دوسرے اس میں دخل اندازی شروع کردیں تو بدنظمی پیدا ہوتا ہے اور اس سے Panic پھیلتا ہے۔ تحمل سے کام کرنا چاہیے۔ Team work ہونا چاہیے۔ جو کسی ڈیوٹی پر مقرر ہو اس کو کام کروانا چاہیے اور اسی کو پابند کیا جائے کہ وہ کام کروائے ورنہ خرابی کی صورت میں پھر الزام تراشی شروع ہوجاتی ہے کہ فلاں کی غلطی سے یہ کام خراب ہوا۔

جب گاڑیاں وہاں آگئیں اور پولیس اسکارٹ بھی پہنچ گیا تو محترم صدر صاحب جماعت اٹلی نے حضور کو بتایا کہ یہاں Turin کی پولیس نے Internet کے ذریعہ جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور انہیں جماعت کے حضرت عیسیٰ کے حوالے سے عقائد کا علم ہے۔

اس طرح ہم San Pietro in Casale کی پولیس سے بھی ملے تھے اس نے بھی جماعت کے بارے میں کافی ریسرچ کی ہوئی تھی۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ میرا UK والا خطاب جو میں نے 20 مارچ کو کیا تھا اس کو ترجمہ کروائیں اور زیر رابطہ افسروں اور اداروں کو بھی دیں اور بک فیئر میں بھی اسے رکھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جمعہ کے بعد بیٹھ کر کچھ باتیں کرنے کا ارادہ تھا لیکن وقت ہی نہ مل سکا۔ اس کے بعد حضور انور نے محترم صدر صاحب جماعت اٹلی اور محترم مربی صاحب کو تبلیغی اور تربیتی امور سے متعلق بعض ہدایات سے نوازا۔

یہاں یو کے سے آئے ہوئے ایک انگریز جوڑے نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضور نے بخوشی ان کو اجازت دے دی اس کے بعد حضور گاڑیوں کی طرف تشریف لے گئے اور گاڑیاں پولیس اسکارٹ کے ساتھ ہوٹل کی طرف روانہ ہوگئیں۔ اس سفر کے دوران بوقت ضرورت پولیس نے سائرن بھی بجایا اور سرخ بتی پر کے بغیر قافلہ کو ہوٹل پہنچایا۔

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN
M/S ALLADIN BUILDERS
Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman
Contact : Khalid Ahmad Alladin
#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA
Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396
Email: khalid@alladinbuilders.com
Please visit us at : www.alladinbuilders.com

کفن مسیح کی نمائش کی وجہ سے اس کی انتظامیہ اگرچہ بہت مصروف ہے اور ایک اندازہ کے مطابق ہر پندرہ منٹ کے دوران 800 لوگ کفن مسیح کی زیارت کرتے ہیں لیکن پھر بھی حضور انور کے visit کے بعد وہاں پر Protocol کی انچارج خاتون Mariella Gamba کے ساتھ جب رابطہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ حضور انور کا کفن مسیح کی زیارت کیلئے تشریف لانا اور بعد میں عیسائی پادریوں سے ملاقات کرنا ہم سب کیلئے ایک نہائت ہی خوبصورت تجربہ تھا اور یہ ہم سب کیلئے ایک اعزاز کی بات تھی۔

نیز کہا کہ میں Monsignor Giuseppe Ghiberti اور Don Tino Negri کو اچھی طرح جانتی ہوں اور میں یقین سے کہتی ہوں کہ حضور کے ساتھ میٹنگ کے دوران ان دونوں کے چہروں پر بہت خوشی کے تاثرات تھے اور یہ میٹنگ اور حضور انور کی باتیں اور حضور انور کا انداز ان کیلئے ایک Pleasant surprise ثابت ہوا۔

شام کے وقت مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قبلہ کی سمت کے حوالے سے فرمایا کہ یہ کمرہ جس میں ہم نے نماز پڑھی ہے رہائش والے کمرے کے Paralel نہیں ہے؟ بتایا گیا کہ Paralel ہے تو فرمایا کہ میں نے کمرے میں قبلہ چیک کیا تھا وہ تھوڑا کونے میں تھا۔ کیا یہاں قبلہ چیک نہیں کیا تھا؟ محترم مربی صاحب نے عرض کیا کہ چیک تو کیا تھا لیکن چونکہ اس ہال میں Metal بہت زیادہ ہے اس لئے کمپاس نے صحیح طرح کام نہیں کیا۔ اس پر حضور انور نے ازراہ مزاح فرمایا کہ پھر اس کو صحرا میں استعمال کیا کریں۔

عرب احمدیوں سے گفتگو

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے Asti اور Turin میں رہائش رکھنے والے عرب احمدیوں سے چند منٹ گفتگو فرمائی۔ ہوٹل میں جس جگہ نمازوں کا انتظام تھا اس کے نزدیک ہی کچھ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ حضور انور ان میں سے ایک کرسی پر تشریف فرما ہو کر ان عرب دوستوں سے باری باری مخاطب ہوئے۔ ایک عرب دوست جن کی پہلے ملاقات نہیں ہوئی تھی ان سے حضور انور نے پوچھا کہ کب احمدی ہوئے اور کیوں بیعت کی؟ تو انہوں نے بتایا کہ MTA کے ذریعہ سے احمدی ہوا تھا۔ پھر حضور انور نے ان سے شادی کے بارہ میں پوچھا اور نفی میں جواب ملنے پر حضور انور نے انہیں شادی کرنے کی نصیحت فرمائی۔ حضور انور نے ان سے پوچھا کہ احمدیت کو کتنا سمجھتے ہو؟ اس نے بتایا کہ عقائد اور مسائل کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے لیکن نظام کے بارے میں بھی علم ہونا چاہیے۔ محترم مربی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: آپ یہاں آتے رہتے ہیں ان کو نظام کے بارے میں بتائیں اور مجھ سے بھی پوچھ لیں کہ ان کو کیا بتانا ہے، میں آپ کی راہنمائی کردوں گا۔

ایک دوست نے حضور سے انگوٹھی مانگی تو حضور نے فوراً انگوٹھیاں منگوائیں اور ایک انگوٹھی دعائیں کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی کے ساتھ متبرک کر کے ان کو دی اور فرمایا کہ پتلا ہونے کا فائدہ ہے کہ انگوٹھی آ گئی ہے۔ بڑی بڑی میں ساری دے چکا ہوں۔ اس عرب دوست نے کہا کہ اس کی ماں بھی احمدی ہونا چاہتی ہیں تو حضور انور نے فرمایا کہ بیعت فارم پر کروائیں۔ شرائط بیعت سنائیں۔ عورتوں کے ہاتھ پکڑ کر بیعت نہیں ہوتی۔ بس فارم پر کروانا کافی ہے۔ وہاں موجود دوسرے عرب دوست کو دیکھ کر حضور انور نے فرمایا کہ میرے خیال میں آپ کے پاس پہلے ہی دو انگوٹھیاں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ جی حضور! واقعی میں آپ سے دو بار ملاقات کر چکا ہوں اور دو انگوٹھیاں مجھے مل چکی ہیں۔

اٹلی میں غانین احمدیوں کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ ان میں سے زیادہ کا تعلق غانا کے اس ریجن سے ہے جہاں لوگوں کو احمدیت کا زیادہ پتہ نہیں۔ بتایا گیا کہ یہ غانین دوست غانین زبان میں ترجمہ کا مطالبہ کرتے ہیں فرمایا کہ تبشیر کے ذریعہ میرے خطبہ کا ترجمہ غانا سے منگوالیا کریں۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ یہ جلسوں پر مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کا کھانا بھی الگ ہونا چاہیے۔ فرمایا ان کا کھانا کیا ہے موٹے چاول اور مچھلی۔ یہ تو ان کے ہی ذمہ لگا دیا کریں کہ وہ خود ہی پکائیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ: اداریہ از صفحہ 2

ہوجاتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہوجاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔"

(الحکم مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

پھر فرمایا: "ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہوگیا اُس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۷۶ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۳)

"یہ وسوسہ دل میں نہیں لانا چاہئے کہ کیونکر ایک ادنیٰ امتی آں رسول مقبولؐ کے اسماء یا صفات یا محامد میں شریک ہوسکے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرتؐ کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک مساوی نہیں ہوسکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اسی جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرتؐ کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔ مگر اے طالب حق! ارشدک اللہ تم متوجہ ہو کر اس بات کو سنو کہ خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا ہمیشہ اس رسول مقبولؐ کی برکتیں ظاہر ہوتیں اور تا ہمیشہ اس کے نور اور اس کی قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں۔ اس طرح پر اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد اُمتِ محمدیہ کو جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہیں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں خدا ان کو خالی اور ایک مصفیٰ شیشہ کی طرح پا کر اپنے رسول مقبولؐ کی برکتیں اُن کے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات اُن سے ظہور پذیر ہوتی ہیں حقیقت میں مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے"۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۸-۲۶۱ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱)

پھر فرماتے ہیں:۔ "میں بڑے یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالاتِ نبوت ختم ہوگئے وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا ہے اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپؐ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت توڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس مہر نبوت محمدی نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی امت میں وہی مہر نبوت لیکر آتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں لیکن یہ لوگ جن کی عقلیں تاریک ہوگئی ہیں جن کو نور نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا۔ اس کو سمجھ نہیں سکتے اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے۔" (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

نیز فرمایا: "اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اُس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۱)

آئندہ گفتگو میں ہم انشاء اللہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان اصلاحات کا ذکر کریں گے جو آپ نے اُمت محمدیہ کی اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی فرمائی۔ (باقی)

......(منیر احمد خادم)......

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

2 Bed Rooms Flat
Independant House, All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Contact : Deco Builders
Shop No, 16, EMR Complex
Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA
Ph. 040-27172202
Mob: 09849128919
09848209333
09849051866
09290657807

اخبار بدر کو قلمی و مالی تعاون دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ادارہ)

(بقیہ: خطاب حضور انور، برموقعہ سالانہ برطانیہ 2010 از صفحہ 1)

علیہ وسلم کی تعلیم پر مکمل عمل کرنے کی کوشش کرے۔ آپؐ کے اقوال کی پابندی کرے۔ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی اس زمانے میں آپؐ کے عاشق صادق نے اللہ سے پاکر قرآنی علوم ہم پر کھولے ہیں، ان کو پڑھے سنے سمجھے اور عمل کرنے کی کوشش کرے کہ یہ چیزیں تقویٰ کے معیار بلند کرنے اور مومن و غیر مومن میں فرق کرنے والی ہیں کیونکہ زمانے کے امام کو مان کر اس کی بات پر لبیک کہنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں شامل ہے۔ اس لئے آپؐ کی بات ماننا انتہائی ضروری ہے۔ آپؐ حکم و عدل بنا کر بھیجے گئے ہیں اور پھر نہ صرف یہ کہ ہمیں حکم ہے کہ جو احمدی مسلمان ہیں اپنے تقویٰ کے معیار بلند کر کے اسوہ رسولؐ پر عمل کریں بلکہ جب قل کہا گیا تو بے شک اس کے پہلے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور آپؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ دنیا کو بتا دیں کہ میں تمام دنیا کے انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے تقویٰ کے معیار وہی ہیں جو میں نے قائم کئے ہیں اور جو میں نے تمہیں بتائے ہیں اور میرے پر اتری تعلیم میں خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ اب تقویٰ کے حصول کا یہی ذریعہ اپناؤ گے تو انسانیت کی بقا ہے۔

فرمایا: آپ کے اس اعلان کے بعد آپ پر ایمان لانے والوں کی بھی یہ ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ جب تم ایمان لے آئے اور قرآن کریم میں قل کا لفظ پڑھتے ہو تو تم پر بھی یہ فرض ہے کہ دنیا کو بتاؤ کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے محبوب ترین تھے اور تا قیامت آپؐ جیسا خدا کا کوئی محبوب پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس پیارے کی پناہ میں آؤ کہ اس کے سوا تقویٰ ممکن نہیں ہے۔ اس کے سوا خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ فرمایا: جب ہم دنیا کو اس پیغام کی طرف بلا کر تقویٰ پر چلنے کی تلقین کر رہے ہوں گے تو ہم پر کس قدر فرض بنتا ہے کہ اس تعلیم کو دنیا پر لاگو کریں ورنہ ہمارا ایمان اور اسلام کا دعویٰ بے وقعت ہوگا۔

فرمایا: تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے برائی سے بچنا اور نیکیوں پر قدم مارتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنا۔ پس چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کیلئے مومن اور مومنہ پر احتیاط فرض ہے اور پھر ایک احمدی مسلمان جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ زمانے کے امام کے حصار میں آکر میں محفوظ ہو گیا ہوں، اسے تو اس حصار میں رہنے کیلئے سر توڑ کوشش کرنی چاہئے تا کہ شیطان سے محفوظ رہے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا رہے۔

فرمایا: نیکیوں پر قدم مارنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کیلئے مسلسل کوشش اور دعا کی ضرورت ہے۔ اس سے جہاں ہم خود خدا کی رضا حاصل کرنے والے بنیں گے وہاں تبلیغ کا حق ادا کرنے والے بھی بنیں گے۔

فرمایا: جلسے میں شامل ہونے کے مقاصد میں سے سب سے اہم مقصد تقویٰ میں ترقی کرنا اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنا ہے۔ جلسے میں شامل ہونے کا مقصد ایک جگہ جمع ہونا تفریح کرنا، باتیں کرنا اور پرانی سہیلیوں سے ملنا نہیں ہے بلکہ ایک حقیقی مومنہ اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ میں نے جلسے میں آکر جو سننا ہے اس پر عمل کرنا ہے، اپنی زندگی کا حصہ بنانا بلکہ اولاد کی نیک تربیت کی ذمہ داری کو کما حقہ پورا کرنے کی کوشش کرنا ہے تا کہ بچوں کے بڑے ہوتے تک ان کا ہر عمل صالح بن جائے۔

فرمایا: ہر احمدی مرد و عورت احمدیت حقیقی اسلام کا سفیر اور داعی الی اللہ ہے۔ یہ بات ہر وقت مدنظر رہنی چاہئے اس کے عمل اس کی ذات تک ہی محدود نہیں بلکہ دوسروں کی رہنمائی کا ذریعہ بھی بننے والے ہیں اور خاص طور پر عورتوں کیلئے جنہوں نے اپنی نسل کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ پس کبھی اپنے عمل سے دوسروں کیلئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔

فرمایا: ایک احمدی مسلم مرد و عورت کیلئے اپنی حالتوں کے ہر وقت جائزے لینے کی بہت ضرورت ہے۔ یہ دنیا خاردار جھاڑیوں کا ایک رستہ ہے۔ اس میں سے گزرتے ہوئے اپنے ننگ ظاہر نہ ہونے اور کپڑوں کو بچانے کیلئے ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھانے کی ضرورت ہے۔

فرمایا: آج کل کی آزاد تعلیم نے ایک طبقہ کو غلط راستوں پر ڈال دیا ہے۔ ایک طرف احمدی ہونے کی باتیں کرتی ہیں اور دوسری طرف دنیا کے حملوں سے بچنے کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتیں۔ فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے ہمارے گرد ایک حصار ہے، اس حصار کو توڑنے کی کوشش کرتی ہیں جو اللہ کے فضل و احسان سے ہمیں عطا ہوا ہے۔

فرمایا: یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف اللہ سے محبت اور تقویٰ کا دعویٰ ہو اور دوسری طرف اس پر عمل نہ کر کے انسان شیطان کی گود میں بھی گر رہا ہو۔ فرمایا: جب دل تصدیق کر دیتا ہے کہ میں کامل ایمان لاتا ہوں تو زبان سے اظہار اور عمل سے اظہار بھی بہت ضروری ہے۔ پس مومن اس وقت تک حقیقی مومن نہیں بنتا جب تک زبان اور عمل سے اس کے ہر قول و فعل کا اظہار نہ ہو رہا ہو اور اپنے ہر حرکت و سکون کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرے۔ جس پر ایمان لاتا ہے۔ تمام احکام پر فرمانبرداری سے جب تک عمل کرنے کی کوشش نہ کرے، اس وقت تک ایمان میں ترقی نہیں ہوتی۔

فرمایا: جن و انس کی پیدائش کا مقصد خدا کے بندے بننا ہے اور بندے وہ سچے غلام ہیں جو اپنے پیدا کرنے والے پر ایمان لاتے ہوئے اس کے کامل فرمانبردار اور عبادت کرنے والے ہیں جیسا کہ عبادت کا حق ہے۔ فرمایا: اگر اللہ کا حق بندگی ادا کرنا ہے تو سب سے پہلے اپنی اور اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت ضروری ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہوگی تو کھیل کود اور اپنی خواہشات کی تکمیل میں خود بخود کمی آجائے گی۔ فرمایا: اللہ کا فضل ہے اخلاص میں بڑھنے والی حق بندگی ادا کرنے کی کوشش کرنے والی جماعت کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے والی مومنات بھی اللہ نے جماعت کو بہت عطا فرمائی ہیں۔ حالات کی وجہ سے عورتوں کو پاکستان میں مساجد میں جمعے کی نماز میں جانے سے روکا گیا ہے کہ تو مجھے لکھتی ہیں کہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم بھی مسجد میں جائیں کہ اگر اللہ نے جماعت سے مزید قربانیاں لینی ہیں تو ہم بھی شہادت کا رتبہ پانے والوں میں شامل ہونا چاہتی ہیں۔ اپنے نوجوان بچوں کو نمازوں اور مساجد کی حفاظت کیلئے مساجد میں بھجواتی ہیں۔ اللہ کے فضل سے ایک بہت بڑا طبقہ ایسا بھی ہے جو نیکیوں میں آگے بڑھ رہا ہے

فرمایا: ایسی مومنات اور مائیں ہیں جو اللہ کی بندگی کا حق بھی ادا کرنے والی ہیں اور قربانیوں کی معراج حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ لیکن بعض ایسی ہیں جن کے خاندان میں دینی ماحول تھا جن سے توقع کی جاتی ہے کہ ان کی دینی حالت بہت بہتر ہونی چاہئے لیکن مالی کشائش اور دولت نے انہیں حق بندگی ادا کرنے سے دور کر دیا ہے۔ ایسی عورتوں کے حالات جب مجھ تک پہنچتے ہیں جہاں تکلیف کا باعث بنتے ہیں وہاں فکر بھی ہوتی ہے اور ان بزرگوں کی وجہ سے ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی حالت کو سدھارے ان کو عقل دے۔

فرمایا: ایک اہم بات جو مومنہ کی شان ہے اور جس کے بغیر تقویٰ ہو ہی نہیں سکتا اور خدا تعالیٰ نے عورتوں کو دئے گئے احکامات میں اس بات کو خاص اہمیت دی ہے۔ اگر اس خصوصیت کا عورت صحیح فہم و ادراک حاصل کر لے تو نہ صرف معاشرے کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں بلکہ دنیا و آخرت کی جنت کی وارث بن جائیں۔ اللہ فرماتا ہے حفظت للغیب بما حفظ اللہ کہ غیب میں بھی حفاظت کرنے والی ہیں جن کی حفاظت کا اللہ نے حکم دیا ہے ایسی حفاظت جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، آج کل کے آزاد معاشرہ میں یہ غیبت میں حفاظت کا حق نہ ادا کرنا ہی ہے جس نے غلط قسم کی آزادی اور بے حیائی کو فروغ دے دیا ہے۔ اگر ہر عورت اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لے اور ان کی ادائیگی کرنے کا احساس اس لئے دل میں رکھنا ہے کہ ایک خدا ہے جو عالم الغیب ہے، ہر ایک کے عمل کو دیکھ رہا ہے تو کوئی عورت ایسا عمل نہیں کر سکتی جو اس کو تقویٰ سے دور رہنا ہے۔ ایک بیوی کی حیثیت سے وہ اپنے خاوند سے کامل وفا کرنے والی ہوگی، خاوند کے گھر کی نگران ہوگی۔ اس کے مال کا صحیح مصرف کرنے والی ہوگی، اولاد کی صحیح نگرانی کرتی ہیں اس لئے کہ یہ قوم اور جماعت کی امانت ہے پھر اپنی سہیلیاں اعلیٰ اخلاق والی عورتوں کو بناتی ہیں۔ ایک خاوند کی وفادار عورت کبھی غلط قسم کی عورتوں کو سہیلیاں نہیں بناتیں۔

فرمایا: بیٹی اپنی عصمت و تقدس کی حفاظت کرنے والی ہو اور ایسی حرکت نہ کرے جو اسے اپنے ماں باپ سے چھپانی پڑے۔ ہمیشہ یاد رکھے ایک عالم الغیب خدا ہے جو اسے دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح مختلف رشتوں کے حوالے سے عورت کی حیثیت ہے۔ ہر حیثیت میں اگر سوچ لے کہ میری کیا ذمہ داریاں اور فرائض ہیں اور دوسروں کے مجھ پر کیا حق ہیں اور ان کو نہ بجا لانے کی وجہ سے عالم الغیب خدا کی پکڑ میں آسکتی ہوں تو بہت سی برائیاں جن کو معاشرے میں عورت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ بہت سے گھروں کی بے چینیاں جو عورتوں کے عمل سے پیدا ہوتی ہیں۔ بہت سے بچوں کا ضائع ہونا جو بچوں کی غلط تربیت کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی نہ ہو۔ یہ سب باتیں اور یہ غیب کا صحیح ادراک صرف ایک مومنہ کو ہو سکتا ہے، دنیا دار کو نہیں ہو سکتا۔ پس ایک احمدی عورت اعلان کرتی ہے کہ میں قرآنی تعلیم کو اپنے پر لاگو کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گی۔ وہ اگر غیب میں اپنی ذمہ داریوں کا حق ادا نہیں کرتی تو اپنے خدا کو ناراض کرنے والی بھی بن رہی ہوگی۔

فرمایا مردوں پر سب سے اول فرض ہے کہ احکام شریعت کی پابندی کریں اور ان سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو اُن پر یہ الزام لائے کہ وہ تقویٰ پر چلنے والے نہیں ہیں۔ مرد کو قوّام بنا کر تمام باتوں کا سب سے پہلے ذمہ دار بنایا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو، فرمانبرداری اختیار کرو۔ صرف سامنے ہی نہیں بلکہ غیب میں بھی اپنی ذمہ داریاں ادا کرو اور یاد رکھو عالم الغیب خدا تمہارا نگران ہے اور شریعت نے تمہارے ذمہ جو ذمہ داری لگائی ہے، اسے ادا کرو۔ آزادی کی رو میں بہہ کر اپنا مقام اور ذمہ داریاں بھول نہ جانا۔

فرمایا: ایک مومنہ کا کام ہے کہ ظاہر میں بھی اور غیب میں بھی اپنے آپ کو شریعت کے احکام کی کامل فرمانبردار اور صالحہ بنائے۔ حضور انور نے قرآنی ارشاد کے مطابق بدظنی سے بچنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ فرمایا: عورت کی حیا اور تقدس کیلئے ضروری ہے کہ غضّ بصر سے کام لیں اور اپنی نظروں کو نیچے رکھیں اور پردے کا پورا خیال رکھیں۔ اسی طرح مردوں کو بھی غضّ بصر کا حکم ہے۔ فرمایا: مغرب سے خوفزدہ ہو کر بعض مسلمان ملکوں نے بھی پردے پر پابندی لگا دی ہے جو قابل افسوس ہے۔ بہرحال اللہ کے احکام میں افراط تفریط سے بچنے کا حکم ہے اور یہی اصل چیز ہے۔ حضور انور نے پردے کے متعلق ضروری امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ سر ڈھانکنا اور چہرے کو کم از کم اس حد تک ڈھانکنا کہ چہرے کی نمائش نہ ہو رہی ہو اور لباس کو مناسب پہننا یہ کم از پردہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کم از کم یہ معیار ہونا چاہئے۔ فرمایا: جب آزادی کے نام پر لباسوں کی نمائش شروع ہوتی ہے، جب ضرورت سے زیادہ فیشن کی طرف توجہ ہوتی ہے تو پھر بے پردگی کی طرف بھی قدم اٹھتے ہیں۔ فرمایا: تقویٰ کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو حدود مقرر کی ہیں اس کے اندر رہیں۔ اور اپنے آپ کو تقویٰ کے معیار کے مطابق چلانے کی کوشش کریں۔ اور احمدی عورت کی ذمہ داری بہت بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی زندگی تقویٰ سے گزارے کیونکہ اس پر جماعت کی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ہے۔ یہ آپ کے سپرد ایک امانت ہے، اس امانت کا حق ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں ایم ٹی اے کے توسط سے ساری جماعت احمدیہ عالمگیر نے شمولیت اختیار کی۔

☆☆☆

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 59 | Thursday | 19 August 2010 | Issue No. 33

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
:65 Canadian Dollar

خدا تعالیٰ کا عبد بننے اور دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے کیلئے مجاہدات کی ضرورت ہے

اللہ کا قرب پانے کیلئے اس کے احکامات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنا ضروری ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 اگست 2010ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت قرآنی واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیومنوا بی لعلهم یرشدون۔ (البقرۃ:۱۸۷) کی تلاوت کی اور ترجمہ بیان فرمایا کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں میں دُعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

پھر فرمایا: یہ آیت اللہ تعالیٰ کے روزوں سے متعلق حکم اور ان کی تفصیلات کے ساتھ بیان کی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عبد بننے اور دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے کیلئے مجاہدات کی ضرورت ہے اور روزے بھی مجاہدہ میں داخل ہیں اور روزوں کی حقیقت یہ ہے کہ بھوکے پیاسے رہنے کی اور صرف فاقہ کشی کی خاطر نہیں فرض کئے گئے بلکہ ان سے مراد وہ مجاہدات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے کو مشروط کیا ہے فرمایا فلیستجیبوالی یعنی دعا کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ میری بات کو بھی سنے اور اس پر لبیک کہے اور پھر فرمایا ولیومنوبی۔

حضور نے فرمایا یہ حکم مومنوں کو ہے کہ وہ ایمان لائیں مراد یہ ہے کہ اپنے ایمان میں پختگی پیدا کریں صرف زبانی ایمان کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ جب اپنی عملی حالت کو مضبوط بنائے گا تب ایسی حالت ہوگی کہ وہ شخص ہدایت پانے والا بن جائے گا۔ اور اس کو حقیقی مومن کا مقام حاصل ہوگا اور اس کو ہدایت میں کاملیت حاصل ہو جائے گی۔ یہ باتیں کہاں سے حاصل ہوں گی اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید جو مجموعہ ہدایت ہے عطا فرمایا ہے فرمایا: ذٰلِکَ الکِتٰبُ لَارَیبَ فِیهِ هُدًی لِلمُتَّقِین: یعنی یہ وہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ یعنی جو لوگ ہدایت کے متلاشی ہیں جو لوگ نیکیوں کی انتہا کو چھونا چاہتے ہیں اور جو لوگ دعاؤں کی قبولیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی راستہ نہیں مگر یہ کامل کتاب۔ پس اللہ کا خالص عبد بننے کیلئے اب کوئی اور راستہ نہیں مگر یہ کہ اللہ کے احکامات پر عمل کیا جائے اور یہ راستے قرآن مجید پڑھنے سے ملیں گے۔ اور جس کے نمونے ہمیں اللہ کے رسول کے اسوہ سے ملیں گے۔ اصل میں تو قرآن کریم کی عملی تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ یعنی یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں نیک نمونہ موجود ہے۔ پس ہمارا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان اور اللہ کی عبادت کی قبولیت اس وقت حاصل ہوگی جب اللہ کے رسول کا اسوہ اپنانے کی کوشش کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وہ مقدس ذات ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ اللہ کا محبوب بننے کیلئے آپ کی پیروی شرط ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بعد آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیھم اجمعین ہیں جن کے پاک نمونوں کو ہمیں دیکھنا چاہئے اور پھر اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے نمونے ہمارے لئے قابل عمل ہیں جنہوں نے عشق رسول میں فنا ہونے کے اصول ہمیں سکھائے اب قیامت تک کوئی ایسا عبد کامل پیدا نہیں ہوسکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معیار کا ہو۔ پس اللہ اس عبد کامل کو فرماتا ہے کہ جو بندے دعاؤں کی قبولیت کی خاطر تیرے گرد جمع ہوں ان کو بتا دے انی قریب یعنی میں قریب ہوں۔ لیکن اس قرب کو پانے کیلئے انہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنا ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ہمیں عام زندگی میں فسق و فجور سے بچنے اور نیکیوں میں بڑھنے کی نصائح فرمائی ہیں وہیں رمضان میں کہیں بڑھ کر آپ نے یہ سبق دیا ہے پس ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصائح اور آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرے اور جہاں تک استعدادوں کا تعلق ہے استعدادوں کی تعیین کرنا انسانوں کا کام نہیں اللہ جانتا ہے کہ کس میں کتنی استعدادیں ہیں ہمارا مقصد اللہ کی راہ میں آخری حد تک مجاہدہ کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی وہ لوگ جو ہمارے بارے میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

پس اللہ نے جاھدوا کا لفظ استعمال فرما کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ایک انسان کو آخری حد تک بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کی کوششیں تو بس نام کی ہیں ہمارا پیارا خدا تو ایسا ہے کہ جب انسان ایک قدم اس کی طرف اٹھاتا ہے تو وہ دس قدم اس کی طرف اٹھاتا ہے اور ایک کمزور انسان کو اپنے سینے سے لگا لیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے جلوے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کی کامل تصویر ہے رمضان میں ہمیں اس کے غیر معمولی نظارے ملتے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے احادیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق بعض روایات بیان کیں اور پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عبادات کے متعلق یہ نمونہ صرف رمضان میں نہیں ہوتا تھا بلکہ آپ قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کی حسین تصویر تھے۔

آخر پر حضور انور نے پاکستان کے احمدی بھائیوں کیلئے اور مخالفت کے حالات دور ہونے کیلئے دعا کی تحریک فرمائی۔ ☆☆☆

ہفت روزہ بدر

اب جماعتی ویب سائٹ www.alislam.org/badr پر بھی دستیاب ہے۔ قارئین استفادہ کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

صدقۃ الفطر و عید فنڈ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ مورخہ 12.08.10 سے شروع ہو چکا ہے۔

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو فطرانہ کی شرح کے متعلق اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ کی شرح ایک صاع غلہ یعنی رائج الوقت میٹرک سسٹم کے مُطابق قریباً دو کلو سات سو پچاس گرام (2Kg 750gm) بنتی ہے۔ ایسے افراد جنکی مالی حالت اچھی ہے، اُنہیں پوری شرح کے مُطابق صدقۃ الفطر ادا کرنا چاہیئے۔ نیز جو افراد پوری شرح سے ادا نہیں کر سکتے وہ نصف شرح سے صدقۃ الفطر ادا کر سکتے ہیں۔

چونکہ ہندوستان کے صوبہ جات میں غلہ (گندم و چاول) کی شرح مختلف ہے۔ اس لئے اُمراء وصدر صاحبان مقامی طور پر مقررہ شرح دو کلو سات سو پچاس گرام (2Kg 750 gm) کے مُطابق صدقۃ الفطر کی ادائیگی کریں۔

قادیان و مضافات پنجاب کے لئے امسال صدقۃ الفطر کی شرح -/32 روپئے مقرر کی جاتی ہے۔

صدقۃ الفطر کی مجموعی وصول شُدہ رقم 1/10 حصہ مرکز میں جمع ہونا چاہیئے بقیہ رقم 9/10 مقامی مستحقین وغُرباء میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ جس جماعت میں غُرباء و مستحقین نہ ہوں، اس جماعت کی جملہ وصول شُدہ رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ واضح ہو کہ فطرانہ کی رقم دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(ناظر بیت المال آمد، قادیان)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان
شریف جیولرز ربوہ